باسمہٖ تعالیٰ

علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر (۱۹)

مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر (۱۹)

مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

طلاق واقع ہونے کے لیے عاقل ہونے کی شرط اور غیر عاقل کی حقیقت اور اس کے اوصاف واقسام کی بحث، غضب وغصہ کی حالت میں طلاق کا حکم اور غصہ کے درجات۔ سکران کی حقیقت اور سکران کی طلاق کا حکم۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

نام کتاب: مجنونؔ، غضباؔن اور سکراؔن کی طلاق
مؤلف: مفتی محمد رضوان
طباعتِ اول: شوال المکرّم/۱۴۳۱ھ ستمبر/2010ء
طباعتِ چہارم: صفرالمظفر ۱۴۳۶ھ دسمبر 2014ء
صفحات: ۸۴

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان
فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530



تمہید

مجنون (یعنی مغلوب العقل مع اپنی تمام انواع کے) غضبان اور سکران یہ تینوں قسم کے اشخاص ایسے ہیں کہ جن کی طلاق کے حکم کی تحقیق کرتے وقت متعدد غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان سے متعلق بعض پہلو ایسے ہیں جو کہ غیر منقح یا منتشر ہونے کی وجہ سے بعض اہلِ علم کے لیے باعثِ تشویش بنے رہتے ہیں۔ بندہ کو خود بھی ان پہلوؤں کی تحقیق کا موقعہ نہیں مل سکا تھا اور کئی چیزوں میں ابہام محسوس ہوتا تھا۔ جس کی تحقیق کے لیے منتشر مواد بندہ نے مجتمع کیا ہوا تھا۔

اسی دوران بعض اہلِ علم حضرات کی طرف سے اس موضوع پر کچھ ایسی تحریرات موصول ہوئیں؛ جن میں غیر مغلوب العقل کو بھی مغلوبُ العقل کا درجہ دے کر اس کی طلاق کو غیر معتبر قرار دیا گیا تھا، اور علامہ شامی رحمہ اللہ کی بعض عبارات سے بے موقع استدلال کیا گیا تھا۔

جس کے بعد اس موضوع کی اہمیت کا اور شدت کے ساتھ احساس پیدا ہوا۔

اور مختلف پہلوؤں پر ادارہ غفران کے احباب کا اس سلسلہ میں اجتماعی غور و فکر ہوا، اس غور و فکر کے نتیجہ میں بندہ نے مذکورہ تینوں قسم کے اشخاص کی تحقیق اور ان کی طلاق کے وقوع وعدمِ وقوع کے اعتبار سے ایک مضمون قدرے تفصیل کے ساتھ مرتب کیا، اور بعض شبہات واشکالات کا اپنی بساط کی حد تک جواب بھی تحریر کیا، اور ابتدائی مسودہ بعض اہلِ علم وفقہ حضرات کی خدمت میں پیش کیا، جس پر بعض حضرات نے کچھ مشورے اور بعض حضرات نے تنقید فرمائی، اس کے بعد بندہ نے اس مضمون پر مکرر غور و فکر کیا، اور کچھ امور کی مزید وضاحت کی، آگے آنے والے اوراق میں یہی مضمون اہلِ علم حضرات کے ملاحظہ کے لئے پیش ہے۔

اُمید ہے کہ اہلِ علم حضرات غور و فکر کے بعد اس مضمون میں قابلِ اصلاح اُمور کی نشاندہی فرمائیں گے، اور اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں گے۔ محمد رضوان

مورخہ ۱۱/شوال/۱۴۳۰ھ 01 اکتوبر 2009ء بروز جمعرات، ادارہ غفران، راولپنڈی



مجنون کی طلاق

مغلوبُ العقل کی طلاق کا حکم معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے اس سلسلہ میں وارد ہونے والی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله (ترمذی، باب ماجاء في طلاق المعتوه، حديث نمبر ١١١٢)

ترجمہ: ہر طلاق واقع ہوجاتی ہے، سوائے معتوہ کی طلاق کے جس کی عقل مغلوب ہو (ترجمہ ختم)

اس روایت سے جہاں ایک طرف یہ بات معلوم ہوئی کہ معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ معتوہ کی طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ اس کا مغلوب العقل ہونا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر معتوہ افاقہ اور صحت کی حالت میں طلاق دے، جبکہ اس کی عقل مغلوب نہیں تھی، تو اس کی طلاق واقع ہوجائے گی۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ وكل الطلاق جائز إلا طلاق المعتوه (بخاری، باب الطلاق في الاغلاق والكره والسكران والمجنون وأمرهما الخ)

---

[1] چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغيرهم أن طلاق المعتوه المغلوب على عقله لايجوز إلا أن يكون معتوها يفيق الأحيان فيطلق في حال إفاقته (ترمذی، باب ماجاء في طلاق المعتوه، في ذيل حديث نمبر ١١١٢)

ترجمہ: اس حدیث پر حضور ﷺ کے صحابہ اور دیگر اہلِ علم حضرات کا عمل ہے کہ معتوہ جس کی عقل مغلوب ہو، اُس کی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ ہاں اگر کوئی ایسا معتوہ ہو، کہ بعض اوقات اُس کو افاقہ ہوجاتا ہو تو وہ افاقہ کی حالت میں طلاق دے تو واقع ہوجاتی ہے (ترجمہ ختم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر طلاق واقع ہوجاتی ہے، سوائے معتوہ کی طلاق کے (ترجمہ ختم)

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد صحیح سند سے ثابت ہے، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا روایت کا مؤید ہے۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبى حتى يحتلم وعن المجنون حتى يعقل (ابوداؤد، حديث نمبر ۳۸۲۵ واللفظ لهٗ؛ ترمذى، حديث نمبر ۱۳۴۳؛ ابنِ ماجه، حديث نمبر ۲۰۳۱؛ مسند احمد، حديث نمبر ۸۹۶)

ترجمہ: تین قسم کے لوگوں سے قلم (یعنی مکلّف ہونے کا حکم) اُٹھا لیا گیا ہے، ایک سوتے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ بیدار ہوجائے دوسرے بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے اور تیسرے مجنون سے یہاں تک کہ عقل درست ہوجائے (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں تین قسم کے افراد سے قلم مرتفع ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں سے ہر ایک قسم کے فرد کے ساتھ، اس کی غایت اور منتہاء کو بھی لفظِ حتی کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے، چنانچہ نائم کے ساتھ استیقاظ، صبی کے ساتھ احتلام، اور مجنون کے ساتھ عقل کو لاکر سب کی غایت کو بیان کر دیا گیا۔

پھر مجنون کی غایت عقل کو بتلایا گیا ہے، جس سے معتوہ کی طرح مجنون کی علت کا بھی مغلوب العقل (کاملاً او ناقصاً) ہونا معلوم ہوا۔

اور نائم و نابالغ سے قلم مرتفع ہونے یعنی غیر مکلّف ہونے کی اصل وجہ بھی مغلوب العقل ہونا ہی تھی، لیکن ان کی تعبیر مغلوب العقل سے مناسب نہ تھی (کما سیجیئ) اس لئے ان کی تعبیر الگ اختیار کی گئی۔

---

[1] لہٰذا ترمذی شریف کی روایت کو جو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، وہ مضر نہ ہوگا، اس کے علاوہ امام ترمذی رحمہ اللہ کا فرمان پہلے حاشیہ میں گزر چکا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے، اور یہ ایسا فعل ہے جو خود ضعف کو مرتفع کرنے میں مؤثر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

وقوعِ طلاق کے لیے اہل و عقل ہونے کی شرط

اس قسم کی احادیث وروایات اور قرآن وسنت کے اصولی دلائل وقواعد کے پیشِ نظر فقہائے اصولیین نے یہ اصول قائم فرمایا ہے کہ:

بعض تصرفات نافذ ہونے کا حکم دائر کرنے کے لئے (جس میں ایقاعِ طلاق بھی داخل ہے) اداء وتصرف کی اہلیت کا ہونا شرط ہے، تاکہ فعل کو قصد کی طرف منسوب کیا جائے، اور اہلیت عقل سے متحقق ہوتی ہے۔

لیکن عقل دراصل ایک امرِ مخفی یا امرِ باطن ہے جس کے حقیقی وجود وعدم سے ہر شخص کو آگاہ ومطلع ہونا اور اس کو ضبط میں لانا متعذر تھا، اس لئے عقل کی معرفت اقوال وافعال کی درستگی پر رکھدی گئی ہے، پس جب کوئی بالغ ہوجائے اور کوئی ایسا سبب نہ پایا جائے جو اختلالِ عقل (خواہ وہ اختلال زوالِ عقل کی شکل میں ہو یا نقصانِ عقل کی شکل میں) کی دلیل ہو (جو کہ اختلال واختلاطِ اقوال وافعال ہے)

تو عاقل اور ادراکِ صحیح کا حامل سمجھا جائے گا، اور اس کی طلاق کو مؤثر قرار دیا جائے گا۔ [1]

جیسا کہ قصر کی اصل علت مشقت تھی جو عادتاً سفر میں پیش آیا کرتی ہے، لیکن مشقت ایک امرِ اعتباری تھی جس کی تعیین متعذر تھی اس لیے مخصوص مدتِ مسافت کو مشقت کے قائم مقام قرار دے کر اسی کو قصر کی علت قرار دیدیا گیا۔

اس کے بعد خواہ کسی مسافر کو غیر معمولی درجے کی مشقت کا احساس بھی نہ ہو تب بھی قصر کا حکم برقرار رہے گا۔

اسی طرح مثلاً نقضِ وضو کا اصل سبب خروجِ نجس (جس میں ریح بھی شامل ہے) تھا، لیکن نائم کے حق میں اس کا فیصلہ دشوار تھا اس لیے نوم ہی کو جو کہ عادتاً استرخاءِ مفاصل کا (جس میں حلقۂ مقعد کا استرخاء بھی شامل ہے) سبب تھا، اسی کو خروجِ ریح کے قائم مقام قرار دیدیا گیا اور اسی پر نقضِ وضو کا

---

[1] اور اگر کوئی اس حالت میں صرف شعور یا ارادہ وشعور دونوں کی بھی نفی کرے، تو قضاءً اس کا قول معتبر نہ ہوگا، لانہ خلاف الظاھر۔ کیونکہ اقوال وافعال کی درستگی کا ہونا ادراکِ صحیح کی دلیل ہے ''وسیجیئ بقیۃ التفصیل''

حکم لگادیا گیا، خواہ کسی نائم کے حق میں خروجِ ریح کا تحقق بھی نہ ہو۔ ل

ل ثم اصل العقل يعرف بالعيان، وذلك نحو ان يختار المرء في امر دنياه واخراه مايكون انفع لديه ويعرف به مستوى عاقبة الامر فيما يأتيه ويذره ، ونقصانه يعرف بالتجربة والامتحان، وبعد الترقي عن درجة النقصان ظاهرا تتفاوت احوال البشر في صفة الكمال فيه على وجه يتعذر الوقوف عليه، فاقام الشرع اعتدال الحال بالبلوغ عن عقل مقام كمال العقل حقيقة في بناء الزام الخطاب عليه تيسيرا على العباد (اصول السرخسي ج۲ ص ۳۴۱)

ولاطريق لنا الى الوقوف عن حدذلك (اى العقل)بل الله تعالىٰ هوالعالم بحقيقته اقيم السبب الظاهرفي حقناوهوالبلوغ من غير آفة مقام كمال العقل تيسيراًوبنى التكليف عليه ،لان اعتدال العقل يحصل عندهٗ غالباً،لان بكمال النية يكمل قوى النفس فيكمل بكمال البنية العقل اذالم تعارضه آفة (كشف الاسرار،باب تفسيرشروط الراوى وتقسيمها،جلد۲ صفحه۷۳۳)

ان الله تعالىٰ انما شرع العلل لنسبة الاحكام اليها تيسيرا على العباد فان ايجابه كان غيبا عنهم فلم يكن بد من علل ظاهرة تضاف الاحكام اليها دفعا للحرج عنهم او الوقوف على الايجاب متعذر فكانت علل الشرع في الظاهرة امارات على الايجاب في الحقيقة كما قرع سمعك غير مرة فلو جعلنا العقل علة موجبة للاحكام نفسه مع انه امر باطن كان مؤديا الى العسر والحرج العظيم لتعذر الوقوف على الامور الباطنة وهو خلاف موضوع العلل لانها وضعت للتيسير فلا يجوز واللهاعلم في هذا اى في الاهلية على تاويل المذكور (كشف الاسرار،باب بيان العقل)

لما كان العقل متفاوتا في الاشخاص تعذرالعلم بان عقل كل شخص هل بلغ المرتبة التي هي مناط التكليف فقدر الشارع تلك المرتبة بوقت البلوغ اقامةللسبب الظاهر مقام حكمه كما في السفر والمشقة لحصول شرائط كمال العقل واسبابه في ذالك الوقت(شرح شرح المنار للعلامة الشامي ص ۲۴۹،فصل في بيان الاهلية للخطاب)

(ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ)لصدوره من أهله في محله ....وأشارالىٰ شرطه بالبلوغ والعقل وهوتكليف الزوج(البحر الرائق، كتاب الطلاق جلد۳صفحه۲۴۴)

ويعرف العقل بما يصدر عنه من الاقوال والافعال بحسب المالوف بين الناس فمن بلغ الحلم ولم يظهر خلل في قواه العقلية صار مكلفا (اصول الفقه الاسلامي لدكتور ذهيلي جلد ۱ صفحه ۱۵۸)

ولماتفاوتت العقول في الاشخاص تعذرالعلم بان عقل كل شخص هل بلغ المرتبة التي هي مناط التكليف ؟ فقدرالشارع تلك المرتبة بوقت البلوغ أقامة للسبب الظاهرمقام حكمه كمافي السفر،والمشقة ،وذالك لحصول شرائط كمال العقل وأسبابه في ذالك الوقت بناء على تمام التجارب الحاصلة بالاحساسات الجزئية والادراكات الضرورية ،وتكامل القوى الجسمانية من المدركة ،والمحركة التي هي مراكب للقوة العقلية بمعنى انهابواسطتهاتستفيدالعلوم ابتداءً وتصل الى المقاصد(شرح التلويح على التوضيح لمسعودبن عمر التفتازاني الشافعي،باب المحكوم عليه)

غیر عاقل افراد کی اقسام

اور فقہائے اصولیین نے ضبط میں لانے کے لئے بعض عوارضِ اہلیت کو (سواء کان کاملاً او ناقصاً) جو عادتاً ظاہری اقوال وافعال میں اختلاط واختلال اور فساد کا باعث ہوتے ہیں، مغلوب العقل ومختل العقل ہونے کے قائم مقام قرار دے دیا ہے، خواہ وہ غلبہ یا اختلال زوالِ عقل وذہابِ عقل کی شکل میں ہو یا نقصانِ عقل کی شکل میں۔ ۱

پس کسی انسان میں ان عوارض کے پائے جانے پر ہی مغلوب العقل ہونے کا ظاہر میں حکم لگا دیا جاتا ہے، خواہ ان عوارض میں مبتلا بعض اشخاص کی نفس الامر میں عقل بالکلیہ زائل بھی نہ ہوئی ہو، اور علم وقصد وغیرہ دونوں یا کسی ایک کا فقدان بھی نہ ہوا ہو، جیسا کہ مذکورہ مریضوں میں بعض اوقات ان کا فقدان نہیں ہوتا، وھو مشاھد۔ ۲

فقہائے اصولیین نے مجنون، معتوہ، مدہوش، مبرسم اور مغمیٰ علیہ اور صبی کو عوارضِ اہلیتِ سماوی میں شمار کیا ہے اور ان عوارض میں مبتلا اشخاص کو فقہائے کرام نے مختل العقل ومغلوب العقل قرار دیتے ہوئے ان کی طلاق کو مؤثر نہیں مانا، کیونکہ ان اشخاص کے اقوال وافعال میں اختلاط واختلال پایا

---

۱ قد یعترض اھلیۃ الاداء بعض العوارض فتؤثر فیھا والعوارض ھی مایطرء الانسان فیزیل اھلیتہٗ او ینقصھا او یغیر بعض احکامھا وھی نوعان: عوارض سماویۃ: وھی التی لم یکن للشخص فیھا اختیار واکتساب.

عوارض مکتسبۃ: وھی التی یکون للشخص فیھا دخل باکتسابھا او ترک ازالتھا والسماویۃ اکثر تغییراً واشد تأثیراً (اصول الفقہ الاسلامی ج ۱ ص ۱۶۸)

۲ کیونکہ علم وقصد وغیرہ امورِ باطنہ میں سے ہیں جن کی حقیقت پر مطلع ہونا اور درجہ بندی کرنا متعذر ہے، لہٰذا وہ عوارض جو اقوال وافعال میں عادتاً غالب طور پر فساد پیدا کردیں، حکم دائر کرنے کے لئے خود مغلوب العقل ہونے کے قائم مقام ہیں، اور علم وارادہ میں سے کسی ایک کا فقدان ہونے کی صرف ایک صورت خارج میں ممکن ہے، اور وہ ارادہ کا فقدان ہے (کمافی امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۰۷)

رہا یہ شبہ کہ اس علم وارادہ کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا، جواب یہ ہے کہ فسادِ اقوال وافعال کی دلیل کے ہوتے ہوئے وہ ادراکِ صحیح سے حاصل نہیں ہوتے، کما قال الشامی:

فما دام فی غلبۃ الخلل فی الاقوال والافعال لاتعتبر اقوالہ وان کان یعلمھا ویریدھا لان ھذہ المعرفۃ والارادۃ غیر معتبرۃ لعدم حصولھا عن ادراک صحیح کما لاتعتبر من الصبی العاقل (شامی ج ۳ ص ۲۴۴، مطلب فی تعریف السکران)

جاتا ہے۔ ؎۱

؎۱ بعض فقہائے کرام نے مجنون کو معدوم العقل اور معتوہ کو ناقص العقل اور صبی کی طرح قرار دیا ہے۔
اور معتوہ اور مجنون میں فرق یہ بیان فرمایا ہے کہ معتوہ مختلط الکلام، فاسد التدبیر اور قلیل الفہم ہوتا ہے لیکن مارتا پیٹتا اور گالی گلوچ نہیں کرتا جبکہ مجنون مارتا پیٹتا اور گالی گلوچ بھی کرتا ہے۔ پھر مدہوش کو مجنون کی قسم قرار دیا ہے۔ اور مبرسم (یعنی ہذیانی بیماری جس کی وجہ سے مریض کا دماغ متأثر ہو جاتا ہے، اور اس بیماری کی وجہ سے مریض بے معنیٰ گفتگو کرنے لگتا ہے، کذافی فیروز اللغات) اور مغمیٰ علیہ (جس کے پاس عقل کا وجود تو ہو لیکن عقل مغلوب ہو چکی ہو اور حواسِ مدرکہ یا قوتِ مدرکہ معطل ہو جائے) اور صبی کو معتوہ کے تحت میں داخل کیا ہے۔

واختلفوا فی تفسیر المعتوہ واحسن ماقیل ھو من کان قلیل الفھم مختلط الکلام فاسد التدبیر الا انہ لایضرب ولا یشتم کما یفعل المجنون (ردالمحتار ج ۶ ص ۴۳۷، کتاب الحجر، دارالفکر، بیروت)

(کذافی جلد۳ صفحہ ۲۶۷ مطلب فی تعریف السکران وحکمہ)

واحسن الاقوال فی الفرق بینھماان المعتوہ ھوقلیل الفھم المختلط الکلام الفاسدالتدبیرلکن لایضرب ولایشتم بخلاف المجنون ویدخل المبرسم،والمغمیٰ علیہ والمدھوش(البحرالرائق کتاب الطلاق جلد۳،صفحہ ۲۴۹)

قال فی النوازل المعتوہ من کان مختلط الکلام فاسد التدبیر لکنہ لایضرب ولایشتم، کما یفعلہ المجنون (الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۴۲۷، کتاب الحجر)

واما المعتوہ فاختلفوا فی تفسیر واحسن ماقیل فیہ ھو من کان قلیل الفھم مختلط الکلام فاسد التدبیر الا انہ لایضرب ولایشتم کما یفعل المجنون (دررالحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الحجر)

جبکہ بعض فقہاء نے جنون کی تفسیر اختلالِ عقل سے کرتے ہوئے اس کو مختلف الاقسام قرار دیا ہے اور معتوہ، مبرسم، مغمیٰ علیہ اور مدہوش کو مجنون کی اقسام میں داخل کیا ہے، جس میں زوالِ عقل، ذہابِ عقل ونقصانِ عقل کی تمام صورتیں آ جاتی ہیں، اور بہت سے اشکالات بھی رفع ہو جاتے ہیں، اور حکم کی آسانی کے لئے ہمیں یہی اختلالِ عقل کی تعبیر زیادہ موزوں محسوس ہوتی ہے، اور ہم نے جابجا اسی کا لحاظ کرتے ہوئے حکم بیان کیا ہے۔

اگر چہ وہ طبی اصطلاح اور طبی قواعد کے مطابق نہ ہو، اور اس قسم کی بیماریوں کو آجکل کی زبان میں مالیخولیا سے تعبیر کیا جانا بھی ممکن ہے، جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''وساوس اور ان کا علاج'' میں بیان کردی ہے۔

بہر حال یہ سب افراد اقوال وافعال کے اختلاط واختلال میں مشترک ہیں، اور مغلوب العقل ومختل العقل ہونے کا مدار بھی اسی دلیل ومعرفت پر ہے۔

لہٰذا بعض حضرات کا مغلوبُ العقل ہونے کے لئے بالکلیہ انعدامِ علم وشعور کو ضروری قرار دینا غلط فہمی پر مبنی ہے، کیونکہ یہ مغلوب العقل کا انتہائی درجہ ہے، جس کو بعض اوقات زوالِ عقل یا ذہابِ عقل سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ درجہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سکر کی حد واجب ہونے میں معتبر ہے **(وسیجیئ بقیۃ التفصیل فی طلاق السکران)**

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہنا چاہئے کہ عوارضِ اہلیت ان مذکورہ اشخاص کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ جو بھی بیماریاں ان صفات کی حامل ہوں یعنی ان کی وجہ سے اقوال وافعال میں اختلاط واختلال پایا جاتا ہو، ان سب کا یہی حکم ہوگا۔ ۱؎

اس سلسلہ کی عبارات ذیل میں ملاحظہ ہوں:

(۱)...... والاصل فيه ان اهلية الاداء تتحقق بتوافر العقل ،ولما كان العقل من الامور الخفية ارتبط بالبلوغ لانهٔ مظنة العقل والاحكام ترتبط بعلل ظاهرة منضبطة فيعتبر الشخص عاقلاً بمجرد البلوغ وتثبت له حينئذ أهلية أداء كاملة مالم يعترضه عارض من عوارض الاهلية (اصول الفقه الاسلامی جلد ۱ صفحه ۱۶۸ ،لدكتور وهبة الزحيلی)

(۲)......(فصل)(قوله ولايقع طلاق الصبى)وان كان يعقل (والمجنون والنائم)والمعتوه كالمجنون، قيل هو القليل الفهم المختلط الكلام الفاسد التدبير لكن لايضرب ولايشتم، بخلاف المجنون ،وقيل العاقل من يستقيم كلامه وافعاله الا نادرا والمجنون ضده والمعتوه من يكون ذالک منه على السواء وهذا يؤدى الى ان لايحكم بالعته على احد والاول اولىٰ، وماقيل من يكون كل من الامرين منه غالبا معناه

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

ولاينافيه تعريف الدهش بذهاب العقل فان الجنون فنون، ولذا فسره فى البحر باختلال العقل وادخل فيه العته والبرسام والاغماء والدهش، ويؤيده ماقلنا قول بعضهم: العاقل من يستقيم كلامه وافعاله الا نادرا، والمجنون ضده، وايضافان بعض المجانين يعرف مايقول ويريده ويذكر مايشهدالجاهل به بانه عاقل ثم يظهر منه فى مجلسه ماينافيه فاذا كان المجنون حقيقة قد يعرف مايقول ويقصده فغيره بالاولىٰ، فالذى ينبغى التعويل عليه فى المدهوش ونحوه اناطة الحكم بغلبة الخلل فى اقواله وافعاله الخارجة عن عادته، وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر اولمرض اولمصيبة فاجأته: فما دام فى حال غلبة الخلل فى الاقوال والافعال لاتعتبر اقواله وإن كان يعلمها ويريدها ،لأن هذه المعرفة والإرادة غير معتبرة لعدم حصولها عن إدراک صحيح كما لاتعتبر من الصبى العاقل (ردالمحتار ج۳ص ۲۴۴ ،مطلب فى تعريف السكران)

۱؎ فما دام فى حال غلبة الخلل فى الاقوال والافعال لاتعتبر اقواله وإن كان يعلمها ويريدها ،لأن هذه المعرفة والإرادة غير معتبرة لعدم حصولها عن إدراک صحيح كما لاتعتبر من الصبى العاقل (ردالمحتار ج۳ص ۲۴۴ ،مطلب فى تعريف السكران)

یکثر منه وقیل من یفعل فعل المجانین عن قصد مع ظهور الفساد والمجنون بلاقصد، والعاقل خلافهما وقد یفعل فعل المجانین علی ظن الصلاح احیانا، والمبرسم والمغمی علیه والمدهوش کذالک ......معلوم من کلیات الشریعة ان التصرفات لاتنفذ الا ممن له أهلیة التصرف وأدرناها بالعقل والبلوغ خصوصاً ماهو دائر بین الضرر والنفع خصوصاً مالایحل الا لانتفاء مصلحة ضده القائم کالطلاق فانه یستدعی تمام العقل لیحکم به التمییز فی ذالک الامر ولم یکف عقل الصبی العاقل لانه لم یبلغ الاعتدال بخلاف ماهو حسن لذاته بحیث لایقبل حسنه السکوت وهو الایمان حتی صح من الصبی العاقل ولم فرض لبعض الصبیان المراهقین عقل جید لایعتبر لان المدار صار البلوغ لانضباطه فتعلق به الحکم وکونه البعض له ذالک لایبنی الفقه باعتباره لانه انما یتعلق بالمظان الکلیة (فتح القدیر جلد ۳صفحه ۳۴۳،۳۴۴، فصل ویقع طلاق کل زوج اذاکان عاقلابالغا)

(۳)......واعلم انهم اجمعوا علیٰ ان غیر العاقل لایقع طلاقه الااذاکان زوال عقله بسبب السکرماهومعصیة فانه یقع طلاقه زجرا له عندنا فدخل فی غیرالعاقل کل من زال عقله بجنون اوعتهٍ اوبرسام اواغماء اودهش والجنون داء معروف والعته قلة الفهم واختلاط الکلام وفسادالتدبیر وذالک بسبب اختلال العقل فیشبه مرة کلامه کلام العقلاء ومرة کلام المجانین والبرسام علة یهذی فیه العلیل والدهش ذهاب العقل من ذهل او وله وغلط من فسره فی هذاالمحل بالتحیر اذلایلزم من التحیر وهوالتردد فی الامر اوالغشی ذهاب العقل ،قال فی القاموس دهش کفرح فهودهش تحیر اوذهب عقله من ذهل اووله

اھ .فالمدهوش هناالذاهب العقل بسبب احدهمافاذاعلمت ذالک علمت التسوية فی الحكم بين طلاق المجنون وبين طلاق من ذكر والحكم فی المجنون اذاعرف انه جن مرة فطلق وقال عاودنی الجنون فتكلمت بذالک وأنامجنون ان القول قولهٗ بيمينهٖ وان لم يعرف بالجنون مرة لم يقبل قوله كمافی الخانية والتتارخانية وغيرهما فظهرلک من هٰذاان المدهوش ان عرف منه الدهش مرة فالقول قولهٗ بيمينهٖ وان لم يعرف لم يقبل قولهٗ قضاءً الاببينة اذ الثابت بالبينة كالثابت عيانا امادیانةً فيقبل لانه اخبربنفسه فاغتنم هٰذا التحرير فانه مفرد (الفتاویٰ الكاملية صفحه۲۸ ،كتاب الطلاق مكتبه خانية پشاور)

(۴)......(ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ)لصدوره من أهله فی محله ....وأشارالیٰ شرطه بالبلوغ والعقل وهوتكليف الزوج(البحرالرائق كتاب الطلاق جلد۳صفحه۲۴۴)

(۵)...... كالمجنون الذی هوعديم العقل،والمعتوه الذی هوناقص العقل(فتح القدير،كتاب الحجرجلد۹ كذافی المبسوط، كتاب الحجر،الفصل الاول)

(۶)...... كل طلاق من البالغين جائز الاطلاق المعتوه اويقال ان الصبی داخل فی المعتوه ايضاًلنقصان عقله (اعلاء السنن جلد ۱۱ صفحه۱۷۶)

(۷)...... والمدهوش هو: من غلب الخلل فی أقواله وأفعاله الخارجة عن عادته بسبب غضب اعتراه (الموسوعة الفقهية جلد ۲۹ نمبر ۱۹۹ طلاق والغضب لا اثرله)

(۸)...... (ويقع طلاق كل زوج اذاكان بالغاعاقلاكل الطلاق جائز الاطلاق الصبی والمجنون)......وكذاالمعتوه لايقع طلاقه ايضاًوهومن

کان مختلط الکلام بعض کلامه مثل کلام العقلاء وبعضه مثل کلام المجانین وھٰذا اذا کان فی حال العته اما فی حالة الافاقة فالصحیح انه واقع وکذا النائم لایقع طلاقه لانه عدیم الاختیار وکذا المغمی علیه (الجوهرة النیرة ج۲ ،کتاب الطلاق ،طلاق البدعة)

(۹)...... والمعتوه کالصبی (الیٰ قوله) لم یتحقق العمد منه لانه عبارة عن القصد وهو یترتب علی العلم والعلم بالعقل وهؤلاء عدیموا العقل فکیف یتحقق منهم القصد وصاروا کالنائم (البحر الرائق جلد ۸ ، کتاب الدیات،فصل فی الشجاج)

مخطی کی طلاق

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر عاقل کی طلاق کو اس لیے مؤثر قرار نہیں دیا گیا کہ اُس میں تصرف کی اہلیت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے کلام قصداً صادر نہیں ہوتا، جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کلام غیر العاقل غیر معتبر لعدم صدوره عن قصد (ردالمحتار جلد۲ ،باب صلاة الجنازة) [۱]

اور مخطی کو اگرچہ شعور تو ہوتا ہے لیکن اُس کا کلام بغیر قصد کے صادر ہوتا ہے، کیونکہ خطا کے معنیٰ عدمِ قصد کے ہیں۔

---

[۱] اورصاحبِ بدائع الصنائع کتاب الذبائح میں فرماتے ہیں:

فمنها ان یکون عاقلا فلاتؤکل ذبیحته المجنون والصبی الذی لایعقل والسکران الذی لایعقل لما نذکر ان القصد الی التسمیة عند الذبح شرط ولایتحقق القصد الصحیح ممن لایعقل فان کان الصبی یعقل الذبح ویقدر علیه تؤکل ذبیحته وکذا السکران (بدائع الصنائع،جلد ۵، کتاب الذبائح والصیود ،فصل فی بیان شرط حل الاکل فی الحیوان الماکول)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ غیر عاقل سے قصدِ صحیح کا تحقق نہیں ہوتا۔

اور اسی وجہ سے فقہائے اُصولیین نے خطاء کو عوارضِ مکتسبہ میں شمار فرمایا ہے۔ ۱؎
لیکن اس کے باوجود حنفیہ نے مخطی کی طلاق کو معتبر قرار دیا ہے۔ ۲؎
جس سے طلاق واقع ہونے کے لیے عقل کا شرط نہ ہونا لازم آتا ہے۔
اس کا جواب گزشتہ تفصیل کی روشنی میں واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ مخطی کی طلاق قضاءً واقع ہوتی ہے، جس کہ وجہ یہ ہے کہ قصدامرِ باطن ہے جس پر مطلع ہونا مشکل تھا، اس لئے حکم کو اس کے حقیقی وجود پر معلق نہیں کیا گیا بلکہ ایسے ظاہری سبب کے ساتھ معلق کیا گیا ہے جو اس کے وجود پر دلالت کرے اور وہ عقل و بلوغ کے ساتھ قصد کی اہلیت کا ہونا ہے نہ کہ حقیقی قصد کا وجود، جیسے کہ سفر میں مشقت کا معاملہ ہے۔
لٰہذا جو شخص عاقل و بالغ ہے اور اس کے اقوال و افعال میں اختلاط و اختلال نہیں، اس کے ظاہر کو دلیل

۱؎ جیسا کہ صاحبِ بدائع فرماتے ہیں:
معنى الخطأ وهو عدم القصد (بدائع الصنائع جلد۷، کتاب الجنايات، فصل فى وجوب الدية)
ان العوارض المكتسبة هى التى يكون للانسان فيها كسب واختيار فى حصولها، وهى سبعة انواع، اما أن تكون من نفس الشخص أو من غيره. أما التى من المرء على نفسه فهى الجهل والسكر والهزل والسفه والخطأ، وأما الذى من غيره عليه فهو الاكراه (اصول الفقه الاسلامى للزحيلى، الفصل الرابع، العوارض المكتسبة، جزء ۱، صفحه ۱۷۷)

۲؎ جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے:
(ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولوعبداًاومكرها.......... اومخطئا بأن اراد التكلم بغير الطلاق فجرى علىٰ لسانه الطلاق أوتلفظ به غيرعالم بمعناه أوغافلاًأوساهيا(درمختار)
(قولهٗ بأن ارادالتكلم بغير الطلاق)بأن ارادان يقول سبحان الله فجرى علىٰ لسانه أنت طالق تطلق لأنه صريح لايحتاج الى النية ،لكن فى القضاء كطلاق الهازل واللاعب ......وفى فتح القديرعن الحاوى معزياالى الجامع الاصغر أن اسداسأل عمن أراد أن يقول زينب طالق فجرى على لسانه عمرة على أيهمايقع الطلاق ؟فقال:فى القضاء تطلق التى سمى وفيمابينه وبين الله تعالىٰ لاتطلق واحدة منهما،أماالتى سمى فلانه لم يردها،وأماغيرها فلأنهالوطلق طلقت بمجردالنية(ردالمحتار ،كتاب الطلاق ، جلد۳صفحه ۲۴۱)
فيقع من المريض والكافر ولاان يكون عامدافيقع طلاق المخطئ وهوالذى يريدان يتكلم بغيرالطلاق فيسبق على لسانه الطلاق (البحرالرائق ،جلد۳صفحه۲۴۵،كتاب الطلاق)

بناتے ہوئے اس کو قضاءً عاقل اور اس کے کلام کو ادراکِ صحیح سے صادر ہونے والا تصور کیا جائے گا، البتہ خود فاعل کو اپنے حقیقی قصد کے وجود وعدمِ وجود پر مطلع ہونا متعذر نہیں، اس لئے اس کے حق میں حقیقی قصد کا اعتبار کیا گیا ہے، اور فیمابینہٗ وبین اللہ یعنی دیانۃً مخطی کی طلاق کو معتبر نہیں مانا گیا۔ [1]

اور یہی دیانت وقضاء کی تفصیل اُس وقت بھی ہوگی جبکہ کسی ایسی دماغی بیماری میں مبتلا ہو جس سے اگرچہ شعور تو مفقود نہ ہو، لیکن ارادہ وقصد مفقود ہو جائے (تفصیل غضبان کے ضمن میں آتی ہے)

تنبیہ:......اگر کوئی شخص طلاق دینے کے بعد مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ کرے، تو اس کا دعویٰ کن شرائط کے ساتھ معتبر ہوگا؟ اس کی تفصیل آگے غضبان کی طلاق کی بحث کے آخر میں آتی ہے۔

---

[1] قوله (وصح طلاق الخاطئ) بان اراد ان يقول مثلاً اسقنى فجرى على لسانه انت طالق وقال الشافعي رحمه الله لا يصح، لان الطلاق يقع بالكلام، والكلام انما يصح اذا صدر عن قصد صحيح.
الاترى ان الببغاء اذا لقن فهو والآدمى سواء فى صورة الكلام وكذا المجنون والعاقل سواء فى اصل الكلام الا انه فسد لعدم قصد الصحيح والمخطئ غير قاصد فلا يصح طلاقه كطلاق النائم والمغمى عليه واصحابنا قالوا القصد امر باطن لا يوقف عليه فلا يتعلق الحكم بوجوده حقيقة بل يتعلق بالسبب الظاهر الدال عليه وهو اهلية القصد بالعقل والبلوغ نفياً للحرج كما فى السفر مع المشقة فاجاب الشافعى عن ذالک بقوله ولو قام البلوغ اى البلوغ عن عقل مقام اعتدال العقل اى مقام العمل باعتدال العقل وهو ان يكون كلامه عن قصد يعنى لو كان البلوغ عن عقل مقام القصد فى حق طلاق الخاطئ يصح طلاق النائم بهذا الطريق ولقام البلوغ يعنى عن عقل مقام الرضا فيما يعتمد الرضا من البيع والاجارة ونحوهما كما قام مقام القصد، لان الرضا امر باطن كالقصد ، لانه من اعمال القلب وحيث لم يقم مقامه دل على ان المعتبر حقيقة القصد كحقيقة الرضا ولم يوجد فى حقه والجواب عنه اى عن جواب الشافعى لكلامنا ان الشيئ انما يقوم مقام غيره بشرطين احدهما انه يصلح دليلا عليه.
والثانى ان يكون فى الوقوف على الاصل حرج لخفائه فينتقل الحكم عند وجود الشرطين الى دليل ويقام مقام المدلول تيسيرا ودفعا للحرج واحد الشرطين فى حق النائم مفقود، لانه لاحرج فى الوقوف على العمل باصل العقل فانه يعرف بالنظر فيما يأتيه ويذره ونحن نعلم يقينا ان النوم ينافى اصل العمل بالعقل ، لان النوم مانع عن استعمال نور العقل فكانت اهلية القصد معدومة بيقين من غير حرج فى دركه فلا يصح فى حقه اقامة البلوغ عن عقل مقام القصد لانتفاء الشرط (كشف الاسرار، باب بيان العوارض المكتسبة)
وطلاق المخطئ يقع عند الحنفية كما اذا اراد أن يقول: اسقنى، فجرى على لسانه: أنت طالق؛ وذالک لأن القصد أمر باطن لايوقف عليه وإلا كان حرجا، فلايتعلق الحكم بوجوده حقيقة، وإنما يتعلق بالسبب الظاهر الدال عليه وهو أهلية القصد بالعقل والبلوغ نفياً للحرج كما فى السفر مع المشقة (اصول الفقه الاسلامى للذهيلى، الفصل الرابع، العوارض المكتسبة، جزء ۱، صفحه ۱۸۵)

﴿۲﴾

غضبان کی طلاق

جیسا کہ پہلے گزرا کہ غیر عاقل شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور فقہاء نے اختلاط واختلالِ اقوال وافعال پیدا کرنے والے اسباب کو عوارضِ اہلیت قرار دے کر اختلالِ عقل کے قائم مقام قرار دے دیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ غضب یا غصہ بھی ان اسباب میں شامل ہے جو عادتاً اختلالِ عقل کا باعث بنتے ہیں یا نہیں؟ تو فقہائے کرام کی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں کہ جس کو عادتاً اختلالِ عقل کا سبب قرار دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے اصولیین نے بھی غضب کو عوارضِ اہلیت میں شمار نہیں کیا بلکہ صراحت کے ساتھ غضبان کو احکام کا مکلّف قرار دیا ہے، لہٰذا غضب کے وقت اصل کی طرف رجوع کیا جائے گا اور عاقل بالغ میں اصل اس کے اقوال وافعال کا معتبر ہونا ہے، لہٰذا غضب یافتہ کو بھی عاقل تصور کرتے ہوئے اس کے اقوال وافعال کو معتبر قرار دیا جائے گا اور اسی وجہ سے عام فقہائے کرام نے غضب کی حالت میں درجات کا فرق کیے بغیر طلاق کو مؤثر ومعتبر مانا ہے، اور بعض حضرات نے اس پر اجماع واتفاق نقل کیا ہے۔

البتہ اگر غضب کی حالت میں کوئی مختلُ العقل ہو جائے جس کا پتہ اس کے اقوال وافعال میں اختلاط واختلال سے چلے گا تو پھر طلاق واقع نہ ہوگی، وہ الگ بات ہے کہ غضب کی حالت میں عموماً اس طرح کے مختلُ العقل ومغلوبُ العقل ہونے کا وقوع نہیں ہوتا، اور طلاق تو عموماً غضب وغصے ہی کی حالت میں دی جاتی ہے، ورنہ ہر طلاق دہندہ کو طلاق دینے کے بعد تاویل کا حق حاصل ہوتا۔

بہر حال اگر کسی ایسی صورت کو فرض بھی کر لیا جائے تب بھی اس کا کوئی مستقل حکم نہیں ہوگا، بلکہ وہی حکم ہوگا، جو مغلوب العقل (مثلاً مجنون) کا ہے، اور ایسی صورت میں درحقیقت اس کو غضبان کے بجائے مغلوب العقل قرار دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں مختلف مسالک کی کتبِ فقہ کی چند عبارات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...... ورد الفارسی فی "مجمع الغرائب" علی من قال الاغلاق الغضب وغلطه فی ذالک وقال: ان طلاق الناس غالبا انما هو فی حال الغضب. وقال ابن المرابط: الأغلاق حرج النفس، وليس كل من وقع له فارق عقله، ولو جازم عدم وقوع طلاق الغضبان لكان لكل أحد أن يقول فيما جناه: كنت عضبانا اه. وأراد بذالک الرد علی من ذهب الی أن الطلاق فی الغضب لايقع، وهو مروی عن بعض متأخری الحنابلة ولم يوجد عن أحد من متقدميهم الا ماأشار اليه ابوداود (فتح الباری لابن حجر، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق)

(۲)...... والمراد الغضب الذی يحصل به الدهش وزوال العقل فان قليل الغضب لايخلوا الطلاق عنه الا نادراً وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق فی مثل هٰذا الغضب (اعلاء السنن جلد ۱۱ صفحه ۱۸۰)

(۳)...... ولا يصح طلاق المجنون ومثله المغمیٰ عليه والمدهوش: وهو الذی اعترته حال انفعال لا يدری فيها مايقول أو يفعل أو يصل به الانفعال الی درجة يغلب معها الخلل فی أقواله وأفعاله بسبب فرط الخوف أو الحزن أو الغضب لقوله ﷺ لا طلاق فی إغلاق والإ غلاق كل مايسد باب الإدراک والقصد والوعی ،لجنون او شدة غضب أو شدة حزن ونحوها .... طلاق الغضبان :يفهم مماذكر أن طلاق الغضبان لا يقع إ ذا اشتد الغضب بأن وصل إلی درجة لا يدری فيها مايقول ويفعل ولا يقصده أو وصل به الغضب إلی درجة يغلب عليه فيها الخلل والاضطراب فی أقواله وأفعاله وهٰذه حالة نادرة فإن ظل الشخص فی حالة وعی وادراک لما يقول فيقع طلاقه وهٰذا هو الغالب فی كل طلاق يصدر عن الرجل لأن الغضبان مكلف فی

حال غضبه بما يصدر منه من كفر وقتل نفس وأخذ مال بغير حق وطلاق وغيرها (الفقه الاسلامى وادلته جلد٩ صفحه ٦٨٨٢ و٦٨٨٣)

(۴)...... ويقع الطلاق "ممن غضب" ولم يزل عقله بالكلية لانه مكلف فى حال غضبه بما يصدرمنه من كفر وقتلِ نفس واخذ مال بغيرحق وطلاق وغير ذالک (مطالب اولى النهىٰ فى شرح غاية المنتهىٰ ج۵، كتاب الطلاق)

(۵)...... الغضب: حالة من الاضطراب العصبى وعدم التوازن الفكرى تحل بالانسان إذا عدا عليه احد بالكلام أو غيره والغضب لا أثر له فى صحة تصرفات الانسان القولية، ومنها الطلاق الا ان يصل الغضب الى درجة الدهش فإ وصل إليها لم يقع طلاقه لانه يصبح كالمغمى عليه والمدهوش هو: من غلب الخلل فى أقواله وأفعاله الخارجة عن عادته بسبب غضب اعتراه [1] (الموسوعة الفقهية جلد ۲۹ نمبر ۱۹۹ طلاق والغضب لا اثرله)

(٦)...... (سئل عن الحلف بالطلاق فى حال الغضب الشديد المخرج عن الاشعار هل يقع عليه ام لا كما افتى به عصرى وهل يفرق بين التعليق والتنجيز أم لا وهل يصدق الحالف فى دعواه شدة الغضب وعدم الاشعار ام لا؟ (فاجاب) بأنه لا اعتبار بالغضب فيها نعم ان كان زائل العقل عذر (فتاوىٰ الرملى، طلاق الغضبان)

(۷)...... (والغضبان مكلف فى حال غضبه بما يصدر منه من كفر وقتل نفس وأخذ مال بغير حق وطلاق وغير ذلک قال ابن رجب فى

[1] اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر غضب دہش کے درجہ میں پہنچ جائے تو پھر طلاق واقع نہیں ہوگی، اور مدہوش کے درجہ میں اس وقت پہنچے گا جب اقوال وافعال میں ایسا خلل غالب آجائے جو عادت سے خارج ہو۔

فی شرح) الأربعين (النواوية ما يقع من الغضبان من طلاق وعتاق أو يمين فإنه يؤاخذ) وفی نسخة (بذلک کله بغير خلاف واستدل لذلک بأدلة صحيحة)منها حديث خويلة بنت ثعلبة امرأة أوس بن الصامت الآتی فی الظهار وفيه غضب زوجها فظاهر منها فأتت النبی صلی الله عليه وسلم فأخبرته بذلک وقالت إنه لم يرد الطلاق فقال النبی ﷺ ما أراک إلا حرمت عليه أخرجه ابن أبی حاتم وذکر القصة بطولها وفی آخرها قال فحول الله الطلاق فجعله ظهاراومنها ما روی عن ابن عباس وعائشة وغيرهما فی ذلک وأطال وذلک فی شرح الحديث السادس عشر من الأحاديث المذكورة (وأنكر على من يقول بخلاف ذلک) لأنه مكلف على ما دلت عليه الأخبار لكن إن غضب حتى أغمی أو أغشی عليه لم يقع طلاقه فی تلک الحال لزوال عقله أشبه المجنون (ويأتی فی باب الإيلاء)(كشاف القناع فی متن الاقناع ،ج۵،کتاب الطلاق ،مايقع من الغضبان من طلاق وعتاق أو يمين)

(۸)...... يلزم طلاق الغضبان ولو اشتد غضبه خلافا لبعضهم كذا ذكر السيد البليدی فی حاشيته (حاشية الدسوقی على الشرح الكبير ، فصل اركان الطلاق ، طلاق الغضبان)

(۹)...... يلزم طلاق الغضبان ولو اشتد غضبه خلافا لبعضهم ودعوى انه من قبيل الاكراه باطل وكل هٰذا مالم يغب عقله بحيث لا يشعر بما صدر منه فانه كا لمجنون (بلغة السالک لأقرب المسالک المعروف بحاشية الصاوی على الشرح الصغير)

(۱۰)...... وطلاق الغضبان وقع وكذا عتقه قيل اجماعاً ونقل بعضهم خلافاً فيهما وهو مشكل لانه ان بقی تمييزه فمكلف قطعاً وان زال

فغير مكلف قطعاً فما محل الخلاف وبوقوعهما قال ابن عباس وعائشة وأفتى بـه غير واحد من الصحابة (شرح النيل وشفاء العليل ،باب فى اليمين بالطلاق وطلاق الأجبار)

(۱۱)...... واتفقوا على وقوع طلاق الغضبان، وإن ادعى زوال شعوره بالغضب (فتح المعين)

(۱۲)...... ومنعوا تفسيره (أى الاغلاق،ناقل) **بالغضب للاتفاق على وقوع طلاق الغضبان قال البيهقى، وأفتى به جمع من الصحابة ولامخالف لهم منهم** (تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، كتاب الطلاق، فصل فى بعض شروط الصيغة فى الطلاق)

(۱۳)...... (قوله: وفسره) أى الإغلاق (قوله: قال البيهقى إلخ) إثبات للاتفاق (قوله: وأفتى به) أى بوقوع طلاق الغضبان وقوله: ولا مخالف إلخ أى فكان إجماعا سكوتيا (تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، كتاب الطلاق، فصل فى بعض شروط الصيغة فى الطلاق)

(۱۴)...... ذهب جمهورالفقهاء الى ان الغضبان مكلف فى حال غضبه ويؤاخذ بمايصدر عنه من كفر وقتل نفس واخذ مال بغير حق وطلاق وغير ذالک من عتاق ويمين قال ابن رجب فى شرح الاربعين النووية مايقع من الغضبان ومن طلاق وعتاق ويمين فانه يؤاخذ به(الموسوعة الفقهية ج ۳۱، ماده غضب)

غضب کے درجات یا اقسام کی بحث

لیکن قطع نظراس سے کہ واقع میں بحالتِ غضب مغلوب العقل ہونے کا وقوع ہوتا ہے یا نہیں؟ ہماری معلومات کے مطابق سب سے پہلے حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ یا ان کے بقول ان کے استاد حافظ

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے غضب کے تین درجات یا تین اقسام کا تصور پیش فرمایا۔ [1]
جس کی وجہ سے بعد کے فقہاء وعلماء میں یہ تینوں قسمیں زیرِ بحث آئیں، اور بعض حضرات کے لئے یہ ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا، ورنہ اس سے پہلے غضبان کی طلاق کے بارے میں بالاتفاق علی الاطلاق یہی حکم بیان کیا جاتا رہا کہ غضبان کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

(صحابہ اوران کے بعد فقہاء کے اتفاق سے متعلق چند عبارات اوپر گزر چکی ہیں)

حافظ ابنِ قیم کی طرف سے بیان کردہ غضب کی تین اقسام کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱)...... پہلا درجہ وہ ہے کہ جس میں اس کی عقل متغیر ومختل نہ ہو اور جو بات وہ کہتا ہے اس کو جانتا ہو اور اس کا شعور وعلم رکھتا ہو (یعنی اسے خبر ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں) اور قصد وارادہ سے کہتا ہو۔

غرضیکہ ارادہ بھی ہو اور شعور اور علم بھی ہو (جیسا کہ عام طور پر غصہ میں یہی حالت ہوا کرتی ہے)

حافظ ابنِ قیم کے بقول اس حالت میں بلاشبہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

(۲)...... دوسرا درجہ وہ ہے کہ جس میں غصہ اپنی انتہاء کو پہنچ جائے یعنی قصد وارادہ بھی باقی نہ رہے اور نہ ہی اس چیز کا شعور اور علم وخبر ہو کہ زبان سے کیا نکل رہا ہے۔

حافظ ابنِ قیم کے بقول اس حالت میں بلاشبہ طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ یہ مجنون وغیرہ کی طرح مغلوب العقل شخص ہے۔

(۳)...... غصے کی تیسری حالت یا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جس میں غصہ مذکورہ

---

[1] حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
ابنِ تیمیہ اور ابن القیم باہم استاد شاگرد ہیں، مگر غصیارے بہت ہیں، باقی ہیں ذہین اور سلطان القلم، بہت تیز چلتے ہیں موٹر سے بھی زیادہ، پھر نہیں دیکھتے کہ سڑک میں بچہ ہے یا جانور، بس اڑے چلے جاتے ہیں، اپنی ہی کہتے ہیں دوسرے کی نہیں سنتے، مگر یہ طرز شان تحقیق نہیں (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد چہارم ص ۴۲۳، ملفوظ نمبر ۱۵)
ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے شدید غصے کو بنیاد بنا کر ان تینوں اقسام کا تصور پیش فرمایا ہو۔

دونوں حالتوں یادرجوں کے بین بین ہو(لیکن وہ مجنون کی طرح نہ ہوا ہو)
حافظ ابنِ قیم کے نزدیک اس صورت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔
لیکن حنابلہ اور حنفیہ اور بقول بعض جمہور کے نزدیک اس تیسرے درجے میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ [1]

---

[1] الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے:

اما طلاق الغضبان فاعلم ان بعض العلماء قد قسم الغضب الی ثلاثة اقسام:
الاول:ان يكون الغضب فی اول امره، فلا يغير عقل الغضبان بحيث يقصد مايقوله ويعلمه ولاريب فی ان الغضبان بهذاالمعنیٰ يقع طلاقه وتنفذ عباراته باتفاق.
الثانی:ان يكون الغضب فی نهايته بحيث يغير عقل صاحبه ويجعله كالمجنون الذی لايقصد مايقول ولايعلمه ولاريب فی ان الغضبان بهذاالمعنی لايقع طلاقه، لانه هو والمجنون سواء.
الثالث:ان يكون الغضب وسطا بين الحالتين بان يشتد ويخرج عن عادته ولكنه لايكون كالمجنون الذی لايقصد مايقول ولايعلمه ، والجمهور علی ان القسم الثالث يقع به الطلاق
(الفقہ علی المذاهب الاربعةلعبدالرحمٰن الجزری، ج۴، کتاب الطلاق، شروط الطلاق)

ہمارے اکابر نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس تیسری حالت میں طلاق کو مؤثر مانا ہے۔
چندفتاویٰ ذیل میں ملاحظہ ہوں:

(۱)......"غصہ کی وجہ سے عقل وحواس درست نہ رہیں اور ایسی حالت ہوجائے کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زبان سے کیا کہہ رہا ہوں ایسی صورت میں تلفظ طلاق سے عدمِ وقوع کا حکم ہوگا ورنہ نہیں"(امدادالاحکام ج۲ص۳۸۶)

(۲)......تیسرے یہ کہ:اس کی حالت ان دونوں درجوں کے بین بین ہو کہ مجنون کی طرح نہ ہوا ہو،حنفیہ کے نزدیک اس کی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے ،وبہ قالت الحنابلۃ ولم یعتبروا بقول ابن القیم فی ذلک۔
(امدادالاحکام جلد۲صفحہ۵۶۲تا۵۶۴،مطبوعہ:مکتبہ دارالعلوم کورنگی،کراچی)

(۳)......غصہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے البتہ اگر غصہ اس قدر غالب ہوا کہ مثل جنون کے ہوگیا یہاں تک کہ اس کو اپنے الفاظ کی بھی خبر نہ رہے کہ میں نے کیا کہا تو البتہ اس کا دوسرا حکم ہے(امدادالمفتیین ص۵۹۳،۵۹۴)

(۴)......جب غصہ اس درجہ کو پہنچ جاوے کہ کچھ ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسی حالت کی طلاق واقع نہیں ہوتی(فتاویٰ دارالعلوم دیوبندج۹ص۸۴،۸۵و۱۱۷،۲،نیز ملاحظہ ہوص۴۹،۵۶،۵۷)

(۵)......غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے،حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے،بعض متاخرینِ حنابلہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے غضبان کی تین اقسام پر اپنی کتب میں متعدد جگہ بحث فرمائی ہے، ان کی اصل کتب سے یہاں عبارات نقل کی جاتی ہیں، تا کہ ان کا مدعا پوری طرح واضح ہوجائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

اس طرف گئے ہیں کہ حالتِ غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی، اوران میں سے متقدمین کا قول یہ نہیں بلکہ وہ حنفیہ کے موافق ہیں، **وقال ابوداؤد الطلاق اظنه فی الغضب اه** اس سے ان بعض متاخرینِ حنابلہ نے استدلال کیا ہے کہ حدیث شریف **لاطلاق ولاعتاق فی اغلاق اه** ،اغلاق کی تفسیر ابوداؤد نے غضب سے کی ہے، لہٰذا غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، اس کا جواب بذل المجہود ج۳ص۶۸ شرح ابوداؤد میں اس طرح دیا ہے **ورده ابن السید فقال لوکان کذلک لم یقع علی احد طلاق لان احدالایطلق حتی یغضب اه** ،اور حافظ ابنِ حجر فتح الباری شرح بخاری ج۹ص۳۴۱ میں فرماتے ہیں **قال المطرزی قولهم ایاک والغلق ای الزجر والغضب ورد الفارسی فی مجمع الغرائب علی من قال الاغلاق الغضب وغلط فی ذلک ان طلاق الناس غالبا انما هو فی حالة الغضب وقال ابن المرابط الاغلاق حرج النفس ولیس کل من غضب فارق عقله ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان لکان لکل احد ان یقول فیما جناه کنت غضبانا اه،واراد بذالک الرد علی من ذهب الیٰ ان الطلاق فی الغضب لایقع وهومروی عن بعض المتاخرین الحنابلة ولم یوجد عن احد من متقدمیهم الا مااشارالیه ابوداؤد واما قوله فی المطالع الاغلاق الاکراه وهومن اغلقت الباب وقیل الغضب والیه ذهب اهل العراق فلیس بمعروف عن الحنفیة اه** ،البتہ اگر حالتِ غضب میں جنون کی کیفیت ہوجاوے کہ آسمان وزمین کا فرق بھی باقی نہ رہے اور عقل باقی نہ رہے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کیا کررہا ہے جس کا اندازہ اس کے دیگر افعال سے ہوسکتا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، **هکذا فی ردالمحتار فی طلاق المدهوش** (فتاویٰ محمودیہ ج۱۲ص۳۰۸ص۳۰۹ مبوب: مطبوعہ کراچی)

الحاصل اگر الفاظِ مذکورہ کہتے وقت ان کا مطلب اور حکم سمجھتا تھا تو طلاق واقع ہوگئی، اور اگر اس کو یہ بھی معلوم نہ تھا بوجہ جنون کہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کہنے پر شرعاً کیا حکم مرتب ہوتا ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مجنون ہونے کا اندازہ اس کے دوسرے افعال سے ہوسکتا ہے، اگر اس کے افعال مجنونانہ ہیں تو اس میں بھی اس کو مجنون تصور کیا جاسکتا ہے، اگر اور افعال مجنونانہ نہیں محض طلاق کے بارے میں اپنے کو مجنون ظاہر کرتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں (فتاویٰ محمودیہ ج۴ص۱۰۷)

اگر غصہ کی وجہ سے حواس معطل ہوکر مجنون کی طرح عقل بھی زائل ہوچکی تھی، اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کیا کہہ رہا ہے، تو یہ شخص مجنون کے حکم میں ہے۔

مگر ساتھ ہی اس کے دوسرے افعال بتلا رہے ہیں کہ نہ حواس معطل ہوئے تھے، نہ عقل زائل ہوئی تھی، لہٰذا اس شخص

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں:

وقسم شيخ الاسلام ابن تيمية قدس اللّٰہ روحه :الغضب الیٰ ثلاثة اقسام:قسم يزيل العقل كالسكر فهذا لايقع معه طلاق بلاريب. وقسم يكون في مبادئه لايمنعه من تصور مايقول وقصده فهذا يقع معه الطلاق وقسم يشتد بصاحبه ولايبلغ به زوال عقله بل يمنعه من التثبت والتروى ويخرجه عن حال اعتداله فهذا محل اجتهاد (اعلام الموقعين عن رب العالمين ،المثال السادس عشر بعد المائة المخارج من التحليل ،فصل القسم الثانی من انواع الحيل ،باب تغيير الفتوىٰ واختلافها) ۱ے

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

کومجنون کاحکم نہیں دیاجاسکتا،پس صورتِ مسئولہ میں اس کی عورت پرطلاق واقع ہوگئی (فتاویٰ محمودیہ ج۴ص۱۰۸)

(۶)......تیسری حالت:بین بین اوردرمیانی حالت ہے اس میں تردد ہے،غایۃ سے علامہ شامی نے وقوعِ طلاق کاقول نقل کیاہے......باب الفروج میں یہی قول احوط اورفتویٰ کے لئے مختار ہے(فتاویٰ رحیمیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ج۸ص۳۲۳)

(۷)......غصہ کاہوناطلاق پراثرانداز نہیں ہوتا،تاہم اگرغصہ کی کیفیت اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اس کوکلام سمجھنے کی طاقت نہ رہے تومدہوش کے حکم میں ہوکرطلاق واقع نہیں ہوگی (فتاویٰ حقانیہ ج۴ص۴۴۸)

(۸)......غضب وغصہ میں اگرلفظِ طلاق سے اپنی عورت کوطلاق دی توطلاق واقع ہوجاتی ہے......البتہ اگرغصہ اس قدرغالب ہوگیاکہ مثلِ جنون ہوگیاکہ اس کواپنے الفاظ کی بھی خبرنہ رہے تب اس کاحکم دوسراہے، مگرعام حالات میں ایسی حالت کسی شخص کی نہیں ہوتی الخ (فتاویٰ مفتی محمود ج۶ص۳۸۶؛ملخصاً)

تاہم ان میں سے بعض تحریرات میں اس غلط فہمی کاعنصرنظرآتاہے کہ مغلوبُ العقل ہونے کے لیے بالکلیہ انعدامِ شعورکو ضروری قراردیدیاگیاہے،جوکہ مغلوب العقل کاانتہائی درجہ ہے،اوریہ درجہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سکرکی حدواجب ہونے میں معتبرہے،لہٰذااس کے بجائے قول وفعل میں اختلال واختلاط کے غلبہ سے مغلوبُ العقل ہونے کی تفسیرکرنا مناسب تھا(وسيجیئ بقية التفصيل فی طلاق الغضبان والسكران)البتہ جواب میں یہ کہاجاناممکن ہے کہ غضب کیونکہ عادتاًمزیلِ عقل نہیں ہوتا،اس لیےانتظاماًوسدَّاللمفسدَہ،اعلیٰ درجہ بتلایاگیا۔ولکن فی ہٰذاالجواب تعسف۔واللہ اعلم۔

۱ے اورآگے فرماتے ہیں:

والتحقيق ان الغلق يتناول كل من انغلق عليه طريق قصده وتصوره كالسكران والمجنون والمبرسم والمكره والغضبان ، فحال هؤلاء كلهم حال اغلاق، والطلاق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

حافظ ابنِ قیم دراصل حافظ ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہیں، ممکن ہے کہ انہوں نے یہ تقسیم اپنے استاذ سے استفادہ کر کے فرمائی ہو، تاہم ہمیں باوجود تلاش بسیار کے حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی اصل کتب میں ان اقسام کا ذکر نہیں مل سکا۔

حافظ ابنِ قیم نے پہلی قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے ''**یزیل العقل کالسکر** '' کے الفاظ سے اُس کو سُکر کی طرح مزیلِ عقل قرار دیا ہے، اور حنفیہ کے نزدیک غیر حد میں سُکر کی تعریف اختلاطِ اقوال سے کی گئی ہے؛ لہٰذا حنفیہ کے نزدیک اس قسم کا مطلب یہ ہوگا کہ اُس شخص کے اقوال میں اختلاط واختلال پیدا ہوگیا ہے، اور حنفیہ کے نزدیک یہ مجنون ہوگیا ہے، اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

پھر اس کے بعد تیسری قسم بیان کرتے ہوئے حافظ ابنِ قیم نے ''**ولا یبلغ به زوال عقله** '' کے الفاظ سے پہلی کے مقابلے میں غیر مزیلِ عقل قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ پہلی قسم کی طرح سُکر کے مِثل مُزیلِ عقل نہیں۔

اور حنفیہ کے نزدیک اُس شخص کے اقوال میں اختلاط واختلال پیدا نہیں ہوا، لہٰذا حنفیہ کے نزدیک یہ

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

انما یکون عن وطر، فیکون عن قصد المطلق وتصور لما یقصده. فان تخلف احدهما لم یقع طلاق، وقد نص مالک والامام احمد فی احدی الراوایتین عنه فیمن قال لامرأته : انت طالق ثلاثا ، ثم قال: اردت ان اقول ان کلمت فلانا، اوخرجت من بیتی بغیر اذنی ثم بدالی فترکت الیمین ، ولم ارد التنجیز فی الحال، انه لا تطلق علیه، وهذاهو الفقه بعینه، لانه لم یرد التنجیز، ولم یتم الیمین. وکذلک لو اراد ان یقول "انت طاهر" فسبق لسانه فقال "انت طالق" لم یقع طلاقه، لافی الحکم الظاهر ولافیما بینه وبین الله تعالیٰ نص علیه الامام احمد فی احدی الروایتین ، والثانیة لایقع فیما بینه وبین الله ، ویقع فی الحکم، وهذا احدی الروایتین عن ابی یوسف (اعلام الموقعین عن رب العالمین ،المثال السادس عشر بعد المائة المخارج من التحلیل ،فصل القسم الثانی من انواع الحیل ،باب تغییر الفتویٰ واختلافها)

حافظ ابنِ قیم نے تیسری صورت کی تفریع کرتے ہوئے جو مخطی کو اس قسم میں شامل کر کے اس کی طلاق کو غیر معتبر فرمایا ہے، یہ ظاہر ہے کہ حنفیہ کے مسلک پر درست نہیں، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مخطی کی طلاق قضاءً واقع ہوجاتی ہے، اور اسی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی مخطی کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جیسا کہ آگے آنے والے چند حوالہ جات سے معلوم ہوگا۔

مجنون میں داخل نہیں، لہٰذا اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں فرماتے ہیں:

والغضب علی ثلاثة اقسام:

احدها: مایزیل العقل، فلایشعر صاحبه بما قال، وهذا لایقع طلاق بلانزاع.

والثانی: مایکون فی مبادیة بحیث لاتمنع صاحبه من تصور مایقول وقصده، فهذا یقع طلاقه.

الثالث: ان یستحکم ویشتد به، فلایزیل عقله بالکلیة ، ولکن یحول بینه وبین نیته بحیث یندم علی مافرط منه اذا زال، فهذا محل نظر. وعدم الوقوع فی هذه الحالة قوی متجه (زاد المعاد فی هدی خیر العباد ج۴ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ،فصل فی طلاق الاغلاق، مطبوعہ:داراحیاء التراث العربی،بیروت)

یہاں حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے تیسری قسم کو دونوں قسموں کے بین بین قرار دیئے بغیر جو ''**بحیث یندم علی مافرط منه اذا زال**'' سے تشریح کی ہے، یہ ایسی تشریح یا تعبیر ہے، جو تقریباً ہر شخص کے غصہ استعمال کرنے کے بعد پیش آ سکتی ہے، اور اس سے غصہ کی حالت میں بالخصوص عوام کے غصہ کی حالت میں جن کے اخلاقِ رذیلہ کی اصلاح بھی نہ ہوئی ہو، طلاق نہ ہونے کا دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے، **وهذه فتنة شديدة**۔

اور حافظ ابنِ قیم نے اپنے رسالہ ''اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان'' میں (جو انہوں نے خاص اسی موضوع پر تصنیف فرمایا ہے، اور بندہ کو اس مکمل رسالہ کے مطالعہ کی توفیق حاصل ہوئی ہے) اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ایک اقتباس مندرجہ ذیل ہے:

والغضبان الذی یمنعه الغضب من معرفة مایقول وقصده فهذا من اعظم الاغلاق وهو فی هذاالحال بمنزلة المبرسم والمجنون

والسكران بل اسوأ حالا من السكران لان السكران لايقتل نفسه ولايلقي ولده من علو والغضبان يفعل ذالک وهذا لايتوجه فيه نزاع انه لايقع طلاقه والحديث يتناول هذاالقسم قطعا.

وحينئذ فنقول الغضب ثلاثة اقسام:

احدها: ان يحصل للانسان مبادئه واوائله المجاشعي لايتغير عليه عقله ولاذهنه ويعلم مايقول وما يقصده فهذا لااشكال في وقوع طلاق وعتقه وصحة عقوده ولاسيما اذا وقع منه ذلک بعد تردد فكره.

القسم الثاني: ان يبلغ به الغضب نهايته المجاشعي ينغلق عليه باب العلم والارادة فلا يعلم مايقول ولايريده فهذا لايتوجه خلاف في عدم وقوع طلاقه كما تقدم والغضب غول العقل فاذا اغتال الغضب عقله حتى لم يعلم مايقول فلا ريب انه لاينفذ شيئ من اقواله في هذه الحالة فان اقوال المكلف انما مع علم القائل بصدورها منه ومعناها وارادده للتكلم بها.

فالاول: يخرج النائم والمجنون والمبرسم والسكران وهذا الغضبان.

والثاني: يخرج من تكلم باللفظ وهو لايعلم معناه البتة فانه لايلزم مقتضاه. والثالث: يخرج من تكلم به مكرها وان كان عالما بمعناه.[1]

---

[1] حافظ ابنِ قیم نے مکلّف کے اقوال کا مدار ان تین چیزوں پر رکھا ہے:

(۱) علم القائل بصدورھا منہ (۲) علم القائل بمعناھا (۳) وارادۃ القائل للتکلم بہا۔

اور پھر اس کے بعد الگ الگ تینوں چیزوں پر تفریع کرتے ہوئے کئی قسم کے اشخاص کی طلاق کو غیر مؤثر قرار دیدیا، اُن کی یہ تفصیل حنفیہ کے قواعد پر منطبق نہیں ہوتی، کیونکہ اولاً تو حنفیہ کے نزدیک مکلّف کے اقوال کا مدار عقل پر ہے، اور عقل امرِ باطن ہے، جس کی حقیقت پر مدار رکھنا متعذر رہے، اس لیے عقل مع بلوغ کو اس کی دلیل بنایا گیا، اور اقوال وافعال میں اختلال کو عقل کے اختلال کی دلیل قرار دیا گیا ہے؛ جبکہ حافظ ابنِ قیم مکلّف کے اقوال کا مدار مخفی اُمور کی حقیقت پر رکھ رہے ہیں۔

دوسرے حنفیہ کے نزدیک بے شک نائم، مجنون، مبرسم اور اسی طرح غیر عاصی سکران کی طلاق تو واقع نہیں ہوتی، لیکن غضبان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

القسم الثالث: من توسط فی الغضب بین المرتبتین فتعدی مبادئه ولم ینته الی اخره المجاشعی (بحیث) صار کالمجنون فهذا موضع الخلاف ومحل النظر والادلة الشرعیة تدل علی عدم نفوذ طلاقه وعتقه وعقوده التی یعتبر فیها الاختیار والرضا وهو فرع من الاغلاق کما فسره به الائمة وقد ذکرنا دلالة الکتاب علی ذلک وجوه (اغاثة اللهفان فی حکم طلاق الغضبان، ص ۳۹، مطبوعه: بیروت)

اس عبارت میں حافظ ابنِ قیم نے ''**ولم ینته الی اخره المجاشعی (بحیث) صار کالمجنون**'' کے الفاظ سے اس بات کا اعتراف فرمالیا ہے کہ اس تیسری قسم میں جنون کی حد تک نوبت نہیں پہنچتی۔

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اوران دونوں قسم کے اشخاص میں بڑا فرق ہے، لہٰذا غضبان کو ان کے ساتھ جمع کرنا درست نہیں۔
تیسرے حنفیہ کے نزدیک ''**من تکلم باللفظ وهو لایعلم معناه**'' کی بھی قضاءً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

أو تلفظ به غیر عالم بمعناه ...... یقع قضاء فقط (الدر المختار، جلد۳ صفحه ۲۴۱)

(قوله: غیر عالم بمعناه) کما لوقالت لزوجها: إقرأ علی اعتدی انت طالق ثلاثاً ففعل طلقت ثلاثا فی القضاء لافیما بینه وبین الله تعالیٰ إذا لم یعلم الزوج ولم ینو بحر عن الخلاصة (ردالمحتار جلد۳ صفحه ۲۴۱)

چوتھے مُکرَہ اور مخطی کی بھی قضاءً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ مطلق یاعام غضب کو جنون کے بہت قریب مانتے ہیں، اور خیال ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے انہوں نے تیسری حالت میں طلاق کے عدمِ وقوع کی طرف اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے۔

اعلامُ الموقعین میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

واما الغضبان فان انغلاق باب القصد والعلم عنه کانغلاقه عن السکران والمجنون فان الغضب غول العقل یغتاله کما یغتاله الخمر بل اشد وهو شعبة من الجنون، ولایشک فقیه النفس فی ان هذا لایقع طلاقه (اعلام الموقعین ج۳، فصل الطلاق حالة الغضب)

حالانکہ ان کا یہ خیال درست نہیں، جمہور فقہاء کے حوالے سے یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ عام غضب اور جنون میں بہت فرق ہے (**لان الجنون من عوارض الاهلیة بخلاف الغضب**)

اور غالباً اس بنیادی فرق ہی کی وجہ سے تیسری حالت میں طلاق کے وقوع وعدمِ وقوع کے حکم میں علامہ ابنِ قیم اور دیگر فقہاء کے درمیان اختلاف پیدا ہو۔

اور جب یہ مجنون نہیں تو حنفیہ کے نزدیک اس کے اقوال وافعال میں اختلاط نہیں؛ لہٰذا حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

البتہ حافظ ابنِ قیم کے نزدیک اس قسم میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ [1]

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ کے مختلف مواقع پر غضبان کی اقسامِ ثلاثہ پر بحث ملاحظہ کرنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ وہ ان قسموں کو صحیح طریقے سے ضبط نہیں کرسکے، بالخصوص تیسری بین بین قسم کو ضبط کرنے میں وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکے۔

---

[1] شارح غایۃ المنتہیٰ کے بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''اغاثۃ اللهفان فی حکم طلاق الغضبان'' میں اس تیسری حالت میں طلاق کے عدمِ وقوع کا جزمی اور حتمی فیصلہ نہیں کیا بلکہ صرف اپنا میلان ظاہر فرمایا ہے۔

چنانچہ شرح غایۃ المنتہیٰ میں ہے:

(و) يقع الطلاق (ممن غضب) ولم يزل عقله بالكلية؛ لانه مكلف فى حال غضبه بما يصدر منه من كفر وقتل نفس وأخذ مال بغير حق وطلاق وغير ذالك.

قال ابن رجب فى شرح الأربعين النووية: مايقع من الغضبان من طلاق وعتاق أو يمين، فإنه يؤاخذ به وفى نسخة بذالك كله بغير خلاف.

واستدل لذلك بأدلة صحيحة........... وأنكر على من يقول بخلاف ذلك؛ لانه مكلف على مادلت عليه الأخبار، وقوله(خلافا لابن القيم)فيه نظر، فان ابن القيم لم يقل بعدم وقوع طلاق الغضبان مطلقا، بل افرد هذه المسألة برسالة سماها''اغاثة اللهفان فى حكم طلاق الغضبان''وفصل فيها فقال: الغضب على ثلاثة اقسام:

احدها :ان يحصل للانسان مبادئه واوائله بحيث لايتغير عليه عقله ولاذهنه، ويعلم مايقول، ويقصده ، فهذا الاشكال فى وقوع طلاقه وعتقه وصحة عقوده ، ولاسيما اذا وقع منه ذالك بعد تردد فكره.

القسم الثانى:ان يبلغ به الغضب نهايته بحيث ينغلق عليه باب العلم والارادة، فلايعلم مايقول ولايريده، فهذا لايتوجه خلاف فى عدم وقوع طلاقه، والغضب غفول العقل، فاذا اغتال الغضب عقله حتى لم يعلم مايقول فلاريب انه لاينفذ شيئ من اقواله فى هذه الحالة، فان اقوال المكلف انماتنفذ مع علم القائل بصدورها منه ومعناها وارادته للتكلم ، فالاول يخرج من النائم والمجنون والبرسم والغضبان، والثانى يخرج ممن تكلم باللفظ وهو لايعلم معناه البتة،وهو لايلزم مقتضاه ، والثالث يخرج ممن تكلم به مكرها وان كان عالما بمعناه.

القسم الثالث: من توسط فى الغضب بين المرتبتين ، فتعدى مبادئه، ولم ينته الى آخره بحيث صار كالمجنون، فهذا موضع الخلاف، ومحل النظر، والادلة الشرعية تدل على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے حافظ ابنِ قیم کی طرف سے غضب کی پیش کردہ تین اقسام میں سے تیسری قسم کو بہت عمدہ طریقے سے ضبط فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اس قسم کی عقلاً دو صورتیں ممکن ہیں: ایک یہ کہ شعور اور علم نہ ہو لیکن قصد و ارادہ ہو (اس کا خارج میں وجود ممکن نہیں) دوسرے یہ کہ شعور اور علم تو ہو لیکن قصد و ارادہ نہ ہو (اس کا خارج میں وجود ممکن ہے)

چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

منجملہ تین قسموں کے اول قسم میں دو چیزوں کا اثبات کیا ہے، **یعلم** اور **یقصد** اور دوسری قسم میں ان ہی دو کی نفی کی ہے چنانچہ کہا ہے **لایعلم** اور **لایرید** جو مرادف ہے **لایقصد** کا، اس کے بعد تیسری قسم کو بین المرتبتین کہا، سو ظاہر ہے کہ بین المرتبتین کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ اس میں ان دونوں امروں کا نہ اثبات ہے نہ نفی ہے بلکہ ایک کا اثبات ہے جس سے وہ من وجہٍ قسمِ اول کے مشابہ ہے اور ایک امر کی نفی ہے جس میں وہ من وجہٍ قسمِ ثانی کے مشابہ ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ دونوں امر مذکور میں سے ایک کا اثبات اور دوسرے کی نفی عقلاً دو طرح محتمل ہے۔

ایک یہ کہ علم کا اثبات ہو اور ارادہ کی نفی ہو اور دوسرے اس کا عکس یعنی ارادہ کا اثبات ہو اور علم کی نفی اور یہ ظاہر ہے کہ احتمال ثانی محض غلط ہے، کیونکہ ارادہ خود موقوف ہے علم پر سو یہ ممکن نہیں کہ موقوف کا وجود ہو اور موقوف علیہ کا عدم پس لامحالہ احتمال اول متعین

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عدم نفوذ طلاقه وعتقه وعقوده التی یعتبر فیها الاختیار والرضا، وهو فرع من الاغلاق کما فسره به الائمة انتهی.

وکأن المصنف اشار لخلاف ابن القیم فی هذا القسم الثالث مع ان ابن القیم لم یجزم بعدم الوقوع فی هذ القسم غیر انه مال الیه ،وقد ذکر هذه الثلاثة الاقسام ایضا فی "الهدی النبوی" باختصار واما فی هذه الرسالة فقد اطال واکثر فیها من الادلة من الکتاب والسنة واقوال الائمة .

وقال: واما الاعتبار واصول الشریعة فمن وجوه وساق لها اربعة وعشرین وجها(مطالب اولی النهی فی شرح غایة المنتهیٰ ،کتاب الطلاق)

ہو گیا یعنی علم کا اثبات ارادہ کی نفی۔ ۱؎

پس بین المرتبتین کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اس شخص کا غلبۂ غضب میں یہ حال ہوا کہ بے ارادہ منہ سے واہی تباہی نکلتا تھا لیکن شعور وعلم تھا جیسے مخطی کا حال ہوتا ہے کہ کہتا ہے بے ارادہ مگر علم ہوتا ہے، اس صورت میں واقعی مقتضا اولیٰ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ واقع نہ ہو جیسا کہ مخطی میں فیمابینہ وبین اللہ تعالیٰ نہیں واقع ہوتی۔ ۲؎

صرح فی فتح القدیر عبارته هکذا: والحاصل انه اذا قصد السبب عالما بانه سبب رتب الشرع حکمه علیه اراده اولم یرده الا ان اراد ما یحتمله واما انه اذا لم یقصده او لم یدرما هو فیثبت الحکم علیه شرعا وهو غیر راض بحکم اللفظ ولا باللفظ فمما ینبو عنه قواعد الشرع الخ "ص ۱۵۴ ج۲"

قلت نعم لاتصدقه المرأة کمافیه ایضا بعد سطور لانها کالقاضی

۱؎ چنانچہ علامہ ابنِ نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والنیة اسم للمقترن بالفعل مع دخوله تحت العلم بالمنوی (البحر الرائق جلد ۱، سنن الوضو)

تبیین الحقائق میں ہے:

ولانسلم تحقق العمد منهم (أی من الصبی والمجنون والمعتوه، ناقل) لانه عبارة عن القصد، وهو یترتب علی العلم، والعلم بالعقل وهم عدیمو العقل او قاصروه، فکیف یتحقق منهم القصد وصاروا کالنائم (تبیین الحقائق جلد ٦، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج ج٦ ص ۱۳۹)

اور امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذ النیة قصد یتبع العلم (المستصفیٰ)

۲؎ اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس صورت میں عدم وقوع کی طرف جو اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے، وہ دیانۃً یعنی فیمابینہ وبین اللہ تعالیٰ ہے، نہ کہ قضاءً (والمرأۃ کالقاضی) جیسا کہ مخطی کی طلاق کا بھی معاملہ یہی ہے، جہاں تک اس صورت میں شوہر کے دعوے کے قضاءً قبول ہونے نہ ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کے متعلق فقہائے کرام نے علیحدہ تفصیل بیان فرمادی ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

لہٰذا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ فقہائے کرام کی اس تفصیل کے خلاف نہیں، اور قضاءً کا حکم حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی خود امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۰۹ پر فقہائے کرام کی اس تفصیل کے مطابق بیان فرمایا ہے، جیسا کہ آگے مغلوبیتِ عقل کا دعویٰ معتبر ہونے کی بحث میں حواشی میں مکمل عبارت آتی ہے۔

نیز علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی اس کے خلاف نہیں۔ کما سیجیئ۔

لاتعرف منه الا الظاهر۔ [۱]

پس صورتِ مسئولہ میں اگراس شخص کا قصد ہی نہ تھا،تب تو قسمِ ثالث میں داخل ہے ورنہ نہیں، پھر قسمِ ثالث میں داخل ہونے کے بعد غایہ سے اس کے خلاف خود شامی نے نقل کیا ہے اور یہ قول **والادلة تدل الخ** شامی کا قول نہیں ہے بلکہ ابن القیم کا ہے اور اس کا ترجمہ کہ بہت سی دلیلیں الخ صحیح نہیں، یہاں الف لام استغراق کا نہیں بلکہ جنس کا ہے **کمافی قوله تعالیٰ الرجال قوامون الاية كمايشهدبه الذوق.**

پس اس شخص کا قسمِ ثالث میں داخل ہونا موقوف ہے اس پر کہ اس سے قصدوعدمِ قصد کی تحقیق کی جائے جو کہ سوال ہٰذا میں مذکور نہیں (امدادالفتاویٰ جلد۲صفحہ۴۰۷و۴۰۸،کتاب الطلاق،حکم طلاقِ غضبان ومدہوش)

گویا کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق حافظ ابنِ قیم کی طرف سے غضب کی جو تیسری بین بین قسم ہے،اس کی خارج میں صرف ایک ہی صورت ہے،اور وہ یہ ہے کہ علم وشعور ہو اور قصد وارادہ نہ ہو،اور رہی وہ صورت کہ جس میں قصد وارادہ ہو لیکن علم وشعور نہ ہو،اس کا خارج میں وجود نہیں۔

اور علم وشعور موجود ہونے اور قصد وارادہ نہ ہونے کی صورت میں بھی قضاءً طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ دیانۃً واقع نہیں ہوتی۔

کیونکہ یہ بین بین کی صورت مخطی کے مِثل ہے،اور مخطی کی طلاق عندالاحناف قضاءً واقع ہوجاتی ہے، لافیمابینہٗ وبین اللہ۔

اور حنابلہ کے نزدیک بھی مخطی کی طلاق واقع ہوجاتی ہے،اور غالباً اسی وجہ سے حنابلہ بھی اس تیسری

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ اس تیسری صورت میں دیانۃً فیمابینہٗ وبین اللہ طلاق واقع نہیں ہوگی اور قضاءً اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی، جیسا کہ اوپر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی صریح عربی عبارت سے واضح ہے، نیز حضرت رحمہ اللہ کا امدادالفتاویٰ میں اس صورت میں طلاق واقع ہونے کا ایک فتویٰ مذکور ہے۔

لہٰذا ہمارے دیگر اکابر نے جو اس صورت میں طلاق کے وقوع کا حکم بیان فرمایا، وہ قضاءً ہے، اور اپنی جگہ درست ہے، اور حضرت رحمہ اللہ نے جو حکم یہاں بیان فرمایا ہے، وہ دیانۃً ہے، **فلاتعارض بينهما** ۔

قسم میں طلاق کے قائل ہیں۔ [1]

لہٰذا جب کسی شخص کی غصہ میں یہ حالت ہو کہ اُس کو اپنی زبان سے ادا کیے ہوئے الفاظِ طلاق کا شعور وعلم ہو لیکن بلا قصد وارادہ الفاظِ طلاق زبان سے صادر ہو گئے ہوں تو اُس کا یہ دعویٰ قضاءً (یعنی قاضی وحاکم کی عدالت اور حَکَم، نیز عورت کے سامنے) قابلِ قبول نہ ہوگا۔

اور اس کے قبول ہونے کے لئے خارج میں بے عقلی وجنون کے آثار کا وجود ضروری ہوگا، جو کہ اقوال وافعال میں اختلاط وفساد کا غلبہ ہے، جیسا کہ آگے علامہ شامی رحمہ اللہ کے حوالہ سے تفصیل آتی ہے۔

البتہ قضا سے ہٹ کر دیانۃً یعنی فیمابینہٗ وبین اللہ قابلِ قبول ہوسکتا ہے۔

مفتی کے لیے یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ اگر اُس سے کوئی مستفتی اپنی ذات کی حد تک اس مخصوص صورت کا حکم دریافت کرے تو دیانت کے مطابق ہی اُسے حکم بتلایا جائے گا۔

لیکن اگر عورت کو شوہر کے طلاق کے الفاظ کہنا معتبر گواہوں کے ذریعہ سے پہنچا ہو یا عورت نے الفاظِ طلاق شوہر سے خود سُنے ہوں (یا شوہر کے زبانی وتحریری اقرار سے معلوم ہوئے ہوں، خواہ وہ تحریر شوہر کی طرف سے استفتاء کی شکل میں ہو) تو ایسی صورت میں عورت کو شوہر کی بات پر یقین کرنا جائز نہ ہوگا، اس لئے فتویٰ دیتے وقت اس چیز کی تصریح کی ضرورت ہوگی (لان المرأة کالقاضی)

حالتِ غضب میں مغلوبُ العقل ہونے کا دعویٰ قضاءً کب معتبر ہوگا؟ اس کی تفصیل آگے

---

[1] چنانچہ علی بن سلیمان بن احمد المرادوی حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ظاهر كلام المصنف ،وكثير من الاصحاب:وقوع الطلاق من الهازل واللاعب كالجاد. وهو صحيح، نص عليه الامام احمد رحمه الله،وعليه الاصحاب وصرحوا به، وكذالك المخطئ،قاله الناظم وغيره(الانصاف ،كتاب الطلاق، باب صريح الطلاق وكنايته)

اور منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ولو كان)الاتى بالصريح(هازلا او لاعبا)حكاه ابن المنذر اجماع من يحفظ عنه وسنده ماروى ابوهريرة مرفوعا"ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة"رواه احمد وابوداؤد والترمذى وقال حسن غريب(او) كان(مخطئا)قياسا على الهازل (كشاف القناع عن متن الإقناع ،كتاب الطلاق، باب صريح الطلاق وكناياته)

آ رہی ہے۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے غضب کی اقسامِ ثلاثہ کا تصور پیش کرتے ہوئے قصد و علم کو بنیاد بنایا ہے، اس لئے ان کی اس بنیاد نے یہاں قصد و علم کی بحث کو بھی اس مسئلہ کا حصہ بنادیا، ورنہ فی نفسہٖ احناف کے قواعد کی رُو سے قصد و علم کا اس مسئلہ میں زیادہ دخل نہیں (جیسا پیچھے اختلالِ اقوال وافعال کا مغلوب العقل ہونے کی ظاہری دلیل ہونا گزر چکا، جبکہ حافظ ابنِ قیم نے اس دلیل کو بحث کا حصہ ہی نہیں بنایا)

اور بندہ کی معلومات کے مطابق حافظ ابنِ قیم کے اس تصور پر احناف میں سے علامہ شامی رحمہ اللہ نے فقہ حنفی کے معیار کو منقح کرنے کے لیے ایک مدلل و مفصل تحقیق فرمائی ہے، جس میں ان کو یگانہ قرار دیا جانا حق بجانب ہے، لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ کے مقصود کو پوری طرح نہ سمجھنے کے باعث بعض اہلِ علم بھی تشویش وتشکیک کا شکار رہتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں علامہ شامی رحمہ اللہ کا مفصل کلام نقل کیا جائے اور ساتھ ہی موقعِ ضرورت میں بین القوسین توضیح کے ساتھ ترجمہ بھی کردیا جائے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت: وللحافظ ابن القیم الحنبلی رسالة فی طلاق الغضبان قال فیها انه علیٰ ثلاثة اقسام:

احدها: ان یحصل له مبادئ الغضب بحیث لایتغیر عقله ویعلم مایقول ویقصده، وهذا لااشکال فیه.

والثانی: ان یبلغ النهایة فلایعلم مایقول ولایریده ،فهذا لاریب انه لاینفذ شیئ من اقواله .

الثالث: من توسط بین المرتبتین بحیث لم یصر کالمجنون فهذا محل النظر، والادلة تدل علی عدم نفوذ اقواله اه ملخصا من شرح الغایة الحنبلیة، لکن اشار فی الغایة الی مخالفته فی الثالث حیث قال: ویقع طلاق من غضب خلافالابن القیم اه، وهذا الموافق عندنا لما مر فی

المدهوش. [1]

لكن يرد عليه انالم نعتبر اقوال المعتوه مع انه لايلزم فيه ان يصل الى حالة لايعلم فيها مايقول ولايريده.

وقد يجاب بان المعتوه لماكان مستمرا على حالة واحدة يمكن ضبطها اعتبرت فيه واكتفى فيه بمجرد نقص العقل ، بخلاف الغضب فانه عارض فى بعض الاحوال، لكن يرد عليه الدهش فانه كذلک.

والذى يظهر لى ان كلا من المدهوش والغضبان لايلزم فيه ان يكون بحيث لايعلم مايقول بل يكتفى فيه بغلبة الهذيان واختلاط الجد بالهزل كما هوالمفتى به فى السكران على مامر، ولاينافيه تعريف الدهش بذهاب العقل فان الجنون فنون، ولذا فسره فى البحر باختلال العقل وادخل فيه العته والبرسام والاغماء والدهش، ويؤيده ماقلنا قول بعضهم: العاقل من يستقيم كلامه وافعاله الا نادرا، والمجنون ضده، وايضا فان بعض المجانين يعرف مايقول ويريده ويذكر مايشهدالجاهل به بانه عاقل ثم يظهر منه فى مجلسه ماينافيه، فاذا كان المجنون حقيقة قد يعرف مايقول ويقصده فغيره بالاولىٰ، فالذى ينبغى التعويل عليه فى المدهوش ونحوه اناطة الحكم بغلبة الخلل فى اقواله وافعاله الخارجة عن عادته، وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر اولمرض اولمصيبة فاجأته : فما دام فى حال غلبة الخلل فى الاقوال والافعال لاتعتبر اقواله وإن كان يعلمها ويريدها ،لأن هذه المعرفة والإرادة غير معتبرة لعدم حصولها عن إدراک صحيح كما لاتعتبر من

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ اس قسمِ ثالث میں وقوعِ طلاق کے قائل ہیں، اسی لئے "وهو الموافق عندنا" فرمارہے ہیں، اور "الموافق" سے "ويقع الطلاق" مراد ہے، واللہ اعلم۔

مزید تفصیل آگے اس عبارت کے ترجمہ کے ذیل میں آرہی ہے۔ محمد رضوان۔

الصبی العاقل، نعم یشکل علیه ماسیأتی فی التعلیق عن البحر ، وصرح به فی الفتح والخانیة وغیرهما، وهو: لو طلق فشهد عنده اثنان انک استثنیت وهو غیر ذاکر إن کان بحیث إذا غضب لایدری ما یقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا اهـ .

مقتضاه أنه إذاکان لا یدری ما یقول یقع طلاقه وإلا فلاحاجة إلی الأخذ بقولهما إنک استثنیت ، وهذا مشکل جدا.

إلا أن یجاب بأن المراد بکونه لا یدری مایقول أنه لقوة غضبه قد ینسی ما یقول ولا یتذکره بعد، ولیس المراد أنه صار یجری علی لسانه ما لا یفهمه أو لایقصده ،إذ لاشک أنه حینئذ یکون فی أعلی مراتب الجنون ،ویؤید هذا الحمل أنه فی هذا الفرع عالم بأنه طلق وهو قاصد له، لکنه لم یتذکر الاستثناء لشدة غضبه ،هذا ماظهر لی فی تحریر هذا المقام، والله أعلم بحقیقة المرام. ثم رأیت ما یؤید ذلک الجواب ،وهو أنه قال فی الولوالجیة :إن کان بحال لوغضب یجری علی لسانه مالایحفظه بعده جاز له الاعتماد علی قول الشاهدین ،فقوله لا یحفظه بعده صریح فیما قلنا، والله أعلم (ردالمحتار ج۳ص ۲۴۴ ،مطلب فی تعریف السکران)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حافظ ابنِ قیم حنبلی کا غضبان کی طلاق کے بارے میں ایک رسالہ ہے،جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ غضب کی تین قسمیں ہیں:

ایک یہ کہ غضب کے مبادیات حاصل ہوجائیں،اس طور پر کہ اس کی عقل متغیر نہ ہواور جو کچھ وہ کہہ رہا ہو،اس کا اسے علم بھی ہواوراس کا قصد بھی ہو،اور غضب کی اس قسم میں کوئی اشکال نہیں (یعنی اس کی طلاق واقع ہوجاتی ہے)

اور غضب کی دوسری قسم یہ ہے کہ غضب انتہاء کو پہنچ جائے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس کا اسے علم بھی نہ ہواوراس کا ارادہ بھی نہ ہو، پس یہ قسم ایسی ہے کہ اس میں اس کے اقوال

نافذ نہیں ہونگے۔

اور غضب کی تیسری قسم وہ ہے جو ان (مذکورہ) دونوں مرتبوں کے درمیان ہو، اس طور پر کہ وہ مجنون کی طرح نہ ہوا ہو، پس غضب کی یہ قسم محلِ نظر ہے، اور دلائل اس کے اقوال نافذ نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ [1]

(علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے) حنبلیہ کی شرح الغایۃ سے تلخیص کر کے یہ مضمون لیا ہے۔

لیکن غایۃ میں غضب کی تیسری قسم میں (علامہ ابنِ قیم کے) اس (قول) کی مخالفت کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ اس میں فرمایا کہ غضب والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، مگر ابنِ قیم کا اس میں اختلاف ہے۔

اور یہی بات ہمارے (مذہب حنفی کے) بھی مطابق ہے (کہ ہمارے نزدیک بھی اس حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے) مدہوش کے بارے میں یہ بات گزر چکی ہے۔ [2]

---

[1] یہ عبارت شرح غایۃ المنتہیٰ کی ہے، جیسا کہ آگے علامہ شامی رحمہ اللہ کی تصریح آ رہی ہے، اور شارح الغایۃ نے علامہ ابنِ القیم سے نقل کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر یہ عبارت علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے، چنانچہ صفحہ نمبر ۳۰ کے حاشیہ میں پیچھے ہم نے شرح غایۃ المنتہیٰ کی وہ عبارت ذکر کر دی ہے، جس میں یہ عبارت علامہ ابن قیم کے حوالہ سے موجود ہے، اور شارح الغایۃ نے یہ بتلانے کے لئے یہ عبارت ذکر کی ہے کہ ابنِ قیم حالتِ غضب میں مطلقاً عدمِ وقوع کے قائل نہیں، بلکہ اس مسئلہ میں تفصیل کے قائل ہیں، لہٰذا ماتن نے جو "**خلافا لابن القیم**" کے الفاظ سے ابنِ قیم کی طرف حالتِ غضب میں عدمِ وقوعِ طلاق کی مطلق نسبت فرما دی ہے، وہ محلِ نظر ہے۔
دوسرے ہم پیچھے صفحہ ۲۹ پر حافظ ابنِ قیم کی اغاثۃ اللہفان کے حوالہ سے یہ عبارت صراحت کے ساتھ نقل بھی کر چکے ہیں۔
تیسرے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھی صاف طور پر یہ فرمایا ہے کہ یہ قول "**والادلۃ تدل الخ**" علامہ شامی کا قول نہیں، بلکہ ابن القیم کا قول ہے، یہ عبارت بھی امداد الفتاویٰ کے حوالہ سے صفحہ ۳۳ پر پیچھے گزر چکی ہے۔
لہٰذا اس قول کو علامہ شامی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ علامہ شامی اس صورت میں عدمِ وقوعِ طلاق کے قائل نہیں، علامہ شامی کی طرف یہ نسبت درست نہیں۔

[2] اس عبارت سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ کے نزدیک غضب کی اس تیسری (بین بین) صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور ہمارے اکثر اکابر کے فتاویٰ بھی اس کے مطابق ہیں۔
لہٰذا بعض حضرات جو یہ سمجھتے ہیں کہ علامہ شامی رحمہ اللہ اس صورت میں وقوعِ طلاق کے قائل نہیں، اور ہمارے اکابر کے فتاویٰ علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق کے خلاف ہیں، اس سے ہمیں اتفاق نہیں۔

لیکن اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہم معتوہ کے اقوال کو معتبر قرار نہیں دیتے، باوجودیکہ معتوہ میں یہ بات لازم نہیں کہ وہ ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اس حالت میں اسے علم نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ ہی اس کا ارادہ کرے۔

(پھر معتوہ کی طلاق کیوں واقع نہیں ہوتی، اور غصہ والے کی اس حالت میں طلاق کیوں واقع ہو جاتی ہے، دونوں میں فرق کی کیا وجہ ہے؟)

اور کبھی اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ معتوہ جبکہ ایک ایسی حالت پر برقرار رہتا ہے جس کا ضبط کرنا ممکن ہے، تو اسی حالت کو معتبر مان لیا گیا اور اس میں صرف عقل کے ناقص ہونے کو کافی سمجھا گیا۔

بخلاف غضب کے کیونکہ غضب بعض حالات میں عارض ہوتا ہے (برقرار نہیں رہتا)

لیکن اس پر دہش سے بھی شبہ ہوتا ہے، کیونکہ دہش کی حالت بھی ایسی ہی ہوتی ہے (کہ مستقل طور پر برقرار نہیں رہتی، جس طرح معتوہ کی حالت برقرار رہتی ہے)

اور میرے نزدیک (مذکورہ جواب کے بجائے) یہ بات راجح ہے کہ مدہوش اور غضبان میں سے کسی کے لئے بھی (حکم کا مدار رکھنے کے لیے) یہ لازم نہیں کہ وہ (نفس الامر میں) اس حالت کو پہنچ جائیں کہ انہیں اس چیز کا بھی پتہ نہ رہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ [1]

(کیونکہ یہ علم وشعور امرِ مخفی وباطن ہے، جس پر ہر ایک کا مطلع ہونا اور اس کی حد بندی کرنا متعذر رہے،

---

[1] علامہ شامی کی اس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مدہوش اور غضبان کی عدمِ وقوعِ طلاق کے لئے عدمِ شعور لازم نہیں، بلکہ غلبۂ ہذیان اور حقیقت وغیر حقیقت میں خلط ہو جانا کافی ہے۔

پس اس عبارت سے بعض حضرات کا غلبۂ ہذیان کو نظر انداز کر کے یہ سمجھنا کہ علامہ شامی عدمِ شعور کی صورت میں عدمِ وقوع کے قائل نہیں، سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ علامہ شامی امرِ باطن کے بجائے اس کی ظاہری دلیل پر مدار رکھ رہے ہیں۔

پس اگر غضبان عدمِ شعور کا مدعی ہو، یا عدمِ قصد کا مدعی ہو، لیکن اقوال وافعال درست ہوں، تو اس کا دعویٰ خلافِ ظاہر ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہوگا، اور وہ قضاءً عاقل شمار کیا جائے گا۔

البتہ غلبۂ ہذیان کی صورت میں مغلوب العقل اور لاشعور سمجھا جائے گا، اور یہی بات علامہ شامی نے تنقیح میں ''صار لاشعور له'' کے الفاظ سے بیان فرمائی ہے، جس کا ذکر اپنے مقام پر آتا ہے۔ محمد رضوان۔

اور شریعت ایسی چیز پر حکم کا مدار نہیں رکھا کرتی) بلکہ ہذیان (یعنی بہکی بہکی اور بے معنیٰ باتیں کرنے) کا غلبہ اور حقیقت ومزاج میں خلط ملط ہو جانا کافی ہے (کہ شریعت کی طرف سے ظاہری دلیل جس پر حکم کا مدار ہے، اقوال وافعال میں خلل ہے) جیسا کہ سکران کے بارے میں بھی مفتیٰ بہ یہی ہے جیسا کہ گزرا (کہ اس کے لیے بھی اختلاطِ مذکور معتبر ہے، کماسیجییٔ)

اور دہش کی تعریف ذہابِ عقل کے ساتھ جو کی گئی ہے وہ اس کے منافی نہیں ہے۔

(کہ یہ کہا جائے کہ ذہابِ عقل میں تو شعور کی بھی نفی ہو جاتی ہے پھر یہ کہنا کیسے درست ہوا کہ مدہوش کو شعور ہوسکتا ہے)

کیونکہ جنون کی مختلف قسمیں ہیں۔

اور اسی وجہ سے بحر میں جنون کی تفسیر اختلالِ عقل کے ساتھ کی گئی ہے، اور اس میں عتہ، برسام، اغماء اور دہش کو داخل کیا ہے۔

اور جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کی تائید بعض فقہاء کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ ''عاقل وہ ہے جس کا کلام اور افعال درست ہوں، مگر نادراً'' اور مجنون اس کی ضد ہے۔

(یعنی جس کا کلام اور افعال نادرست ہوں مگر نادراً، یعنی بعض فقہاء نے عاقل اور مجنون ہونے کی تعریف اقوال وافعال کے اکثر درست ونادرست ہونے سے کی ہے، نہ کہ شعور کی نفی سے) [1]

اور ہماری اس بات کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ بعض مجنون اشخاص اپنی بات کو پہچانتے ہیں، اور اس کا ارادہ بھی کرتے ہیں اور اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے جاہل (ناواقف) یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ تو عاقل ہے، پھر اسی مجلس میں اس مجنون سے اس کے خلاف بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پس جب حقیقی مجنون بھی بعض اوقات اپنی بات کو پہچانتا اور ارادہ کرتا ہے تو مجنون کے

---

[1] یعنی علامہ شامی نے مغلوب العقل کے لئے جو غلبۂ ہذیان کو مؤثر قرار دیا ہے، اس کی تائید فقہاء کے ان اقوال سے بھی ہوتی ہے، جن میں مغلوب العقل ومجنون کی تعریف بیان کرتے ہوئے اقوال وافعال کے درست ہونے نہ ہونے کے غلبہ سے کی گئی ہے۔

محمد رضوان۔

علاوہ میں تو بدرجہ اولیٰ ایسا ہو سکتا ہے۔ ۱

پس مدہوش وغیرہ کے بارے میں مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکم (یعنی طلاق واقع نہ ہونے) کا مدار اس کے ان اقوال اور افعال میں جو غیر عادی ہیں، خلل کے غالب ہونے پر رکھا جائے (ورنہ اگر مجنون سے بحالتِ جنون قصداً یا شعوراً طلاق صادر ہو تو مجنون کی طلاق کو بھی معتبر ماننا پڑے گا، اور یہ نصوص اور قواعدِ شرع کے خلاف ہے) اور یہی بات اس شخص کے بارے میں بھی کہی جائے گی جس کی عقل بڑھاپے یا مرض یا کسی ناگہانی مصیبت سے مختل ہو جائے۔

پس جب تک اقوال وافعال میں خلل کے غلبہ کی حالت برقرار رہے گی تو اس کے اقوال معتبر نہیں ہونگے، اگرچہ اس حال میں اس کو اپنے اقوال کا علم وارادہ بھی ہو اس لئے کہ

---

۱ یہی وجہ ہے کہ معتوہ کو مغلوب العقل ماننے کے باوجود اس کی فقہائے کرام رحمہم اللہ قلیل الفہم، مختلط الکلام، یا من یفعل فعل المجانین عن قصد مع ظہور الفساد وغیرہ کے الفاظ سے تعریف کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر کلام میں عدیم الفہم اور عدیم القصد نہیں ہوتا، اور مغلوب العقل کی تعریف (جو کہ خود امرِ مخفی وباطن ہے) ظاہر سے کی جاتی ہے، یا یوں کہیں کہ ظاہر کو دلیل بنا کر اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔

والمعتوه كالمجنون، قيل هو القليل الفهم المختلط الكلام الفاسد التدبير لكن لايضرب ولايشتم، بخلاف المجنون ،وقيل العاقل من يستقيم كلامه وافعاله الا نادرا والمجنون ضده والمعتوه من يكون ذالك منه على السواء وهذا يؤدى الى ان لايحكم بالعته على احد والاول اولىٰ، وماقيل من يكون كل من الامرين منه غالبا معناه يكثر منه وقيل من يفعل فعل المجانين عن قصد مع ظهور الفساد والمجنون بلاقصد، والعاقل خلافهما وقد يفعل فعل المجانين على ظن الصلاح احيانا، والمبرسم والمغمى عليه والمدهوش كذالك ......معلوم من كليات الشريعة ان التصرفات لاتنفذ الا ممن له أهلية التصرف وأدرناها بالعقل والبلوغ خصوصاً ماهو دائر بين الضرر والنفع خصوصاً مالايحل الا لانتفاء مصلحة ضده القائم كالطلاق فانه يستدعى تمام العقل ليحكم به التمييز فى ذالک الامر ولم يكف عقل الصبى العاقل لانه لم يبلغ الاعتدال بخلاف ماهو حسن لذاته بحيث لايقبل حسنه السكوت وهو الايمان حتى صح من الصبى العاقل ولم فرض لبعض الصبيان المراهقين عقل جيد لايعتبر لان المدار صار البلوغ لانضباطه فتعلق به الحكم وكونه البعض له ذالک لايبنى الفقه باعتباره لانه انما يتعلق بالمظان الكلية (فتح القدير جلد ۳صفحه ۳۴۳،۳۴۳، ۳۴۴، فصل ويقع طلاق كل زوج اذاكان عاقلابالغا)

یہ معرفت وارادہ (شریعت کی نظر میں، نہ کہ فی الواقع) غیر معتبر ہوگا۔ ۱

کیونکہ وہ صحیح ادراک سے حاصل نہیں ہوا، جیسا کہ سمجھدار نابالغ بچے کے اقوال کا اعتبار نہیں ہوتا (کہ اگر چہ صبی ممیّز ارادہ بھی کرے اور شعور بھی رکھے، مگر ادراکِ صحیح سے حاصل نہ ہونے کے باعث شریعت ان کا اعتبار نہیں کرتی) ۲

اس پر بحر کے حوالہ سے آنے والی تعلیق سے اشکال ہوگا، جس کی تصریح فتح القدیر اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہما میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے طلاق دی اور اس کے پاس موجود دو گواہوں نے گواہی دی کہ تو نے طلاق کے ساتھ استثناء کیا تھا جبکہ طلاق دہندہ کو استثناء کرنا یاد نہیں تو اگر وہ ایسا شخص ہے کہ جو غصہ کے وقت میں اپنی بات کو نہیں جانتا تو اس کے لئے ان گواہوں کی گواہی پر عمل کرنا جائز ہے، ورنہ (یعنی اگر وہ ایسا نہ ہو تو) جائز نہیں۔

---

۱ اس عبارت میں بھی واضح طور پر علامہ شامی نے اقوال وافعال میں خلل کے غلبہ ہونے نہ ہونے پر مدار رکھا ہے، پس مغلوب العقل جاننے کے لئے یہی معیار ہے، اور اس کے مقابلہ میں فی نفسہٖ علم وقصد کا مفقود ہونا معتبر نہیں، اور جب مدار اقوال وافعال میں خلل کے غلبہ پر ہے، تو گویا کہ یہی عدمِ شعور کی دلیل ہے، اور اس بنیاد پر ایسے شخص کو عدیم الشعور بھی کہہ سکتے ہیں، مگر یہ عدیم الشعور کہنا صرف دلیل وحکم کے طور پر ہوگا، نہ کہ حقیقت وواقعہ کے طور پر، خوب سمجھ لینا چاہئے۔

تقریرِ مذکور سے اب یہ کوئی اشکال نہیں کہ بعض فقہاء نے عدمِ وقوع کے لئے عدیم الشعور کی قید لگائی ہے، اور علامہ شامی نے نہیں لگائی، گزشتہ تفصیل سے جواب واضح ہے۔

۲ علامہ شامی رحمہ اللہ کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ جب اقوال وافعال میں خلل غالب ہو، اس وقت کا قصد وعلم اس لئے معتبر نہیں کہ وہ ادراکِ صحیح سے حاصل نہیں ہوتا۔

پس کسی کے مغلوبُ العقل یا مجنون ہونے کا مدار عدمِ قصد وشعور کے حقیقی فقدان پر نہیں، بلکہ اس کے اقوال وافعال میں اختلاط واختلال وفساد پر ہے، کیونکہ بعض مختلط ومختلُ الاقوال وافعال ایسے افراد مشاہد ہیں کہ ان کو اپنے بعض کاموں یا کلاموں کا شعور یا قصد ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کو مغلوب العقل یا مجنون قرار دیا جاتا ہے۔

جس کی وجہ یہ ہے کہ گو غلبۂ عقل ودہش یا جنون وغیرہ (جو کچھ بھی کہیں) کا اصل مدار تو اس کی حقیقت پر ہی تھا، جس میں عدمِ قصد وشعور وغیرہ کا دخل تھا، لیکن اس کی حقیقت پر مطلع ہونا، اس کو ضبط میں لانا اور اس کے کسی درجہ کو متعین کرنا متعذر تھا، لہٰذا مدار ظاہری دلیل پر رکھ دیا گیا؛ رہا اس حقیقی شعور وقصد کا معاملہ تو اس کو ظاہری دلیل کے ہوتے ہوئے ادراکِ صحیح سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؛ کالصبی.

پس ایسی حالت میں مجنون ومغلوب العقل پر عدیم القصد والشعور ہی کا حکم لگایا جائے گا (گو حقیقت میں شعور مفقود نہ ہو)

اوراس مسئلہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جب کوئی ایسی حالت میں طلاق کے الفاظ کہتا ہے کہ وہ اپنی بات کونہیں جانتا تواس کی طلاق واقع ہوجائے گی، ورنہ تو گواہوں کے اس قول کو کہ آپ نے استثناء کیا ہے، لینے کی کوئی حاجت نہیں تھی، اور یہ بہت مشکل ہے۔ [1]

مگراس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ اس کے اپنی بات کو نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ غصہ کے قوی ہونے کی وجہ سے کبھی اپنی کہی ہوئی بات کو بھول جاتا ہے اوراس کے بعد اسے یاد نہیں آتی، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ایسا ہو کہ اس کی زبان پر ایسی باتیں جاری ہوتی ہوں جن کو نہ تو وہ سمجھتا ہے اور نہ ہی ارادہ کرتا ہے، اس لئے کہ اس بارے میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ اس حالت میں وہ جنون کے اعلیٰ مراتب میں ہوتا ہے (جو کہ سُکر کے باب میں امام صاحب کے نزدیک وجوبِ حد کے لیے ضروری ہے)

اوراس مطلب کے مراد لینے کی اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ وہ اس مسئلہ میں طلاق دینے سے واقف ہے اوراس کا قاصد بھی ہے، لیکن غصہ کی شدت کی وجہ سے اسے استثناء کرنا یاد نہیں ہے۔

اس مقام پر مجھے یہی بات راجح معلوم ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مطلب سے واقف ہیں، پھر میں نے اپنے اس جواب کی تائید بھی دیکھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ الولوالجیۃ میں فرمایا کہ اگر وہ اس حالت کا شخص ہو کہ غصہ میں اس کی زبان پر ایسی باتیں جاری ہوجاتی ہوں، جو بعد میں اسے یاد نہ رہتی ہوں، تواس کو گواہوں کے (استثناء کے) قول پر اعتماد کرنا جائز ہے، پس صاحبِ ولوالجیۃ کا یہ قول کہ بعد میں اسے یاد نہ

---

[1] یعنی ''اگر اپنی بات نہ جاننے کا یہ مطلب لیا جائے کہ اسے شعور نہیں ہوتا'' تواس کو استثناء سے متعلق گواہوں کی بات پر عمل کرنے کے جواز کا حکم لگانا اس بات کی دلیل ہوگی کہ اگر گواہ نہ ہوتے تو اس کی طلاق واقع ہوجاتی۔

جس سے معلوم ہوا کہ شعور نہ ہونے کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور یہ بات مشکل ہے، کیونکہ جس کو شعور نہ ہو وہ تو جنون کی اعلیٰ قسم ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور امداد الفتاویٰ کے حوالہ سے بھی یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ قصد موقوف ہے علم وشعور پر، اور یہ ممکن نہیں کہ موقوف کا وجود ہو اور موقوف علیہ کا عدم۔

لہٰذا شعور کی نفی قصد کی نفی کو بھی مستلزم ہے، اور جس کو شعور نہ ہوگا، اس کا قصد بھی نہ ہوگا، اور یہ اس قسم میں داخل ہے، جس میں بالاتفاق طلاق واقع نہیں ہوتی۔ محمد رضوان۔

رہتا ہو، جو ہم نے کہا، اس بارے میں صریح ہے۔ واللہ اعلم (ترجمہ مکمل) ۱

ا ایک اور مقام پر بھی علامہ شامی رحمہ اللہ نے مذکورہ شبہ کا یہی جواب دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

(قوله ان كان بحال الخ)اما لولم يكن بتلك الحال لايجوز له الاعتماد عليهما كما فى الفتح وغيره.قلت:ومقتضى هذاالفرع ان من وصل فى الغضب الى حالة لايدرى فيها مايقول يقع طلاقه والا لم يحتج الى اعتماد قول الشاهدين انه استثنى مع انه مراول الطلاق انه لايقع طلاق المدهوش ، وافتى به الخير الرملى فيمن طلق وهو مغتاظ مدهوش لان الدهش من اقسام الجنون .ولا يخفى ان من وصل الى حالة لايدرى فيها مايقول كان فى حكم المجنون.وقدمنا الجواب هناك بانه ليس المراد بما هنا انه وصل الى حالة لايدرى مايقول بان لايقصده ولايفهم معناه بحيث يكون كالنائم والسكران، بل المراد انه قد ينسى مايقول لاشتغال فكره باستيلاء الغضب واللّٰہ تعالیٰ اعلم (ردالمحتار، كتاب الطلاق، مطلب مسائل الاستثناء والمشيئة)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے لایدری کا جو مطلب بیان کیا ہے، کہ لایدری سے مراد، بعد میں یاد نہ ہونا اور کوئی بات کہہ کر بھول جانا ہے، اُس کی مندرجہ ذیل عبارات سے بھی تائید ہوتی ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

ولو طلق فشهد اثنان انك قد استثنيت وهو غير ذاكر ان كان بحيث اذا غضب لايدرى مايقول وسعه الاخذ بشهادتهما والا لايأخذ بها (فتح القدير ج۳ص ۴۶۴)

اس عبارت میں لایدری کے بجائے غیر ذاکر صاف طور پر مذکور ہے، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اسے استثناء کرنا یاد نہیں، اور وہ استثناء بھول گیا ہے، اور یہی مطلب علامی شامی نے بیان فرمایا ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

واطلق فشمل ما اذا اتى بالمشيئة عن قصد او لا فلا يقع فيهما وكذا اذا كان لايعلم المعنى فلو شهد انه استثنى متصلا، وهو لايذكره قالواان كان بحال لايدرى مايجرى على لسانه لغضب جاز له الاعتماد عليهما والا لا (البحرالرائق ج۴ص۳۷، باب التعليق فى الطلاق، كتاب الطلاق)

اس عبارت میں ''وہولا یذکر'' مذکور ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

رجل طلق امرأته ثلاثا فشهد عنده عدلان انك استثنيت موصولا وهو لايذكر ذالك قالوا ان كان الرجل فى الغضب يصير بحال يجرى على لسانه مالايريد ولا يحفظ مايجرى جاز له ان يعتمد على قولهما والا فلا (فتاویٰ قاضى خان ج ا ص۵۰۷ص ۵۰۸) (كذافى الفتاویٰ الهندية ج ا صفحه ۴۶۱،الفصل الرابع فى الاستثناء، الباب الرابع فى الطلاق بالشرط ونحوه، كتاب الطلاق،وكذافى تنقيح الفتاویٰ الحامدية ، كتاب الطلاق)

اس عبارت میں بھی لایحفظ مذکور ہے، اور اس سے پہلے جو لایرید ہے، اس کا مطلب وہی ہے جو علامہ شامی نے بیان فرمایا ہے، یعنی ''ینسی مایقول ولایتذکرہ بعد''

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں مغلوب العقل کی حقیقت بیان کر کے علامہ شامی رحمہ اللہ کے اس کلام پر تنقید فرمائی ہے۔ ۱؎

۱؎ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں مغلوب العقل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مغلوب العقل جس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، وہ ہے کہ جس کی عقل غصہ یا خوف وغیرہ کی وجہ سے جاتی رہی ہو؛ اور اس سے باتیں بہکی بہکی صادر ہونے لگیں، اور مجنونوں جیسے افعال ظاہر ہونے لگیں، جیسا کہ بعض لوگ غصہ میں برتن توڑنے پھوڑنے اور دیوار وغیرہ میں سَر مارنے لگتے ہیں، خلاصہ یہ کہ جو شخص غصہ وغیرہ میں ایسا حواس باختہ ہو جائے کہ اس پر جنون کے آثار پائے جانے لگیں، وہ شرعاً مدہوش ہے، اور ایسے مغلوبُ العقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی (امداد الاحکام، جلد۲صفحہ ۵۶۰، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم، کراچی)

پھر بعد میں علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تیسرے یہ کہ: اس کی حالت ان دونوں درجوں کے بین بین ہو کہ مجنون کی طرح نہ ہوا ہو، حنفیہ کے نزدیک اس کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، **وبہ قالت الحنابلة ولم یعتبروا بقول ابن القیم فی ذلک.**

اس کے بعد علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی ایک رائے ظاہر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مغلوب العقل کی طلاق واقع نہ ہونے میں یہ شرط میرے نزدیک ضروری نہیں کہ اس کو اپنی بات کی خبر نہ رہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور نہ یہ ضروری ہے کہ ارادہ وقصد بھی باقی نہ رہے بلکہ صرف اتنا کافی ہے کہ اس سے غصہ میں بہکی بہکی باتیں صادر ہونے لگیں اور بے ڈھنگا پن افعال میں ظاہر ہو۔

ونصہ والذی یظھرلی ان کلامن المدھوش والغضبان لایلزم فیہ ان یکون بحیث لایعلم مایقول بل یکتفی فیہ بغلبة الھذیان واختلاف الجدبالھزل کماھوالمفتی بہٖ فی السکران علی مامر، ولاینافیہ تعریف الدھش بذھاب العقل فان الجنون فنون اھ(ص ۱۰۷، ج۲)

لیکن یہ علامہ شامی رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے فتویٰ نہیں ہے کیونکہ اوپر ان کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ قسمِ ثالث میں حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذہبِ حنفیہ میں مغلوب العقل کی طلاق واقع نہ ہونے کے لیے عدمِ شعور وعدمِ ارادہ بھی شرط ہے، اور آگے چل کر علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی اس رائے پر خود ہی اشکالِ قوی بھی وارد کیا ہے جس کا جواب بہت تکلف کر کے دیا ہے۔

ونصہ نعم یشکلہ علیہ ماسیأتی فی التعلیق عن البحر وصرح بہ فی الفتح والخانیة وغیرھما وھو لو طلق فشھد عندہ اثنان انک استثنیت وھو غیرذاکر ان کان بحیث اذا غضب لایدری مایقول یقع طلاقہ والا فلاحاجة الی الاخذ بقولھا انک استثنیت وھذا مشکل جدا اھ.

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک غلبۂ عقل کے لیے عدمِ شعور شرط ہے اور علامہ شامی نے جواس کو سکران پر قیاس کر کے محض ہذیان اور خللِ افعال کو کافی سمجھا ہے، درحقیقت قیاس مع الفارق ہے۔

لان السکرمزیل للعقل عادةً فیحکم بادنی القرائن بزوال العقل بخلاف الغضب ونحوہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن امداد الاحکام کے مذکورہ جواب پر حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی صاحب رحمہ اللہ کی ایک تنقید بھی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے دَور میں امداد الاحکام کے بعض مسائل کی پہلی مرتبہ اشاعت کے وقت ''الہادی'' رسالے میں شائع ہوئی تھی، جو کہ امداد الاحکام کی (دار العلوم کراچی سے مطبوعہ) موجودہ اشاعت میں شامل نہیں (جس کے شاملِ اشاعت نہ ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی) ؎۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فانہ لیس بمنزیل للعقل عادة فلایحکم فیہ بزوالہ الابقرینة قویة وھوان یکون بحیث لایدری مایقول ویبقی عدیم الشعور و ایضاًفان طلاق السکران یقع عندنازجراً لہ وطلاق المدھوش لایقع فقیاس احدھماعلی الآخرغیرصحیح فان الطلاق الصادرعن المکلف لایحکم بعدم وقوعہ الااذاتحقق انہ صارکالمجنون.

اور یہ ثابت ہوچکا ہے کہ فتویٰ منقول پر ہوا کرتا ہے کسی مصنف کی رائے پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، الااذاظھرتائیدہ بالمنقول ،اور تمام کتبِ فتاویٰ میں مدہوش کی تعریف میں زوالِ عقل وذہابِ عقل وغیرہ الفاظ اس پر دال ہیں کہ عدمِ شعور بھی اس میں شرط ہے۔

قال فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة(ص۳۸)الدھش ھو ذھاب العقل من ذَھَلَ أَوْ وَلَہَ وقد صرح فی التنویر والتتارخانیة وغیرھما بعدم وقوع طلاق المدھوش فعلی ھذا حیث حصل للرجل دھش زال بہ عقلہ وصار لا شعور لہ لا یقع طلاقہ والقول قولہ بیمینہ إن عرف منہ الدھش وإن لم یعرف منہ لا یقبل قولہ قضاء إلا ببینة کما صرح بذلک علماء الحنفیة رحمھم اللہ تعالی .

اس میں لفظ صار لاشعور لہ بالکل صاف ہے اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے تنقیح میں اس پر کلام نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک فتویٰ اس پر ہے کہ مغلوب العقل کے لئے بے شعور ہونا بھی شرط ہے ، کیونکہ یہ کتاب علامہ شامی کی ''ردالمحتار'' کے بعد کی تصنیف ہے، پس ردالمحتار میں جو رائے مذکور ہے وہ فتویٰ نہیں، بلکہ محض ایک عالمانہ بحث ہے اور فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ابحاث ابنِ ہمام میں فتویٰ نہیں دیا جاسکتا (حالانکہ وہ مثل مجتہد ہیں) پس دوسروں کی رائے اور بحث پر فتویٰ کیونکر ہوسکتا ہے (امداد الاحکام جلد۲ صفحہ۵۶۲ تا ۵۶۴، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کورنگی، کراچی)

؎۱ حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی صاحب رحمہ اللہ کی وہ تنقید بعینہٖ ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

(تنقید بر جواب بالا از مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی)

میرے نزدیک جو کچھ مغلوب العقل کے متعلق کہا گیا ہے، خلطِ محض ہے؛ اس بارے میں علامہ شامی کی رائے بالکل صحیح ہے، چنانچہ مجیب (یعنی علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ۔ ناقل) نے مغلوب العقل کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کی عقل یا غصہ یا خوف وغیرہ کی وجہ سے الی قولہ دیوار وغیرہ میں سر مارنے لگتے ہیں (جیسا کہ امداد الاحکام صفحہ ۵۶۰ کی عبارت پیچھے گزری، ناقل) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تنقید میں مولانا حبیب احمد کیرانوی صاحب نے علامہ شامی رحمہ اللہ کی رائے کو درست قرار دیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلوب کے لیے **عدمِ شعور والارادۃ** ہونا ضروری نہیں، کیونکہ ان افعال کے لیے عدمِ شعور وعدمِ ارادہ ضروری نہیں، **کما لا یخفیٰ**۔ حالانکہ مجیب اس پر زور دے رہا ہے کہ مغلوب کے لیے عدمِ شعور والارادہ ہونا ضروری ہے، **وھل ھذا الا تھافت**۔

دوسرے عدمِ وقوعِ طلاق کے لیے شرط **عدمِ شعور والارادۃ** مطلقاً فی نفسہٖ بھی صحیح نہیں، کیونکہ مجنون کی طلاق بلاشبہ واقع نہیں ہوتی، اور مجنون کے لیے سقوطِ شعور وارادہ لازم نہیں، **کما یشھدبہ تجربۃ احوال المجانین** ۔پس مغلوب جوفرد ہے مجنون کا (**کما یشیر الیہ قول الشامی ولاینافیہ تعریف الدھش بذھاب العقل فان الجنون فنون اھ**)

اس کے لیے عدمِ شعور والارادہ کیونکر لازم ہوگا، ابن القیم نے جو تین مرتبے قائم کیے ہیں، ان کا حاصل یہ ہے کہ اولؔ غضبان ہوش، دومؔ غضبان **عدمِ شعور و الارادۃ**، سومؔ مغلوب العقل۔

اوراس نے جو مغلوب کا حکم بیان کیا ہے وہ نہ حنفیہ کے خلاف نہ حنابلہ کے، اس کو مخالف سمجھنا غلطی ہے۔

علامہ شامی نے جو اشکال نعم یشکل علیہ سے کیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ جزئیہ مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ عدیم الشعور والارادہ کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، کیونکہ اگر اس سے طلاق ہی واقع نہ ہوتی تو **اخذ لقول شاھدین** کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ اشکال صرف علامہ شامی کی رائے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ اشکال خود مجیب کی رائے پر بھی پڑتا ہے، کیونکہ مجیب کی رائے ہے عدیم الشعور غضبان کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عدیم الشعور کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس اس کو مغلوب العقل کی تفسیر سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس کی جو بھی تفسیر کی جاوے، ہر حال میں اشکال وارد ہوتا ہے۔

اور مدہوش کے سکران پر قیاس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، سراسر بے معنیٰ ہے، کیونکہ مؤثر فی عدم وقوع الطلاق زوالِ عقل ہے، اس کے سبب کے عادی وغیر عادی ہونے کو کچھ دخل نہیں۔

اب دیکھنا چاہیے کہ زوالِ عقل کی کیا حد ہے؟ اگر اسؔ کی حد انعدامِ شعور ہے تو یہ سکران مختلط میں متحقق نہیں، اور اگر مغلوبیتِ عقل ہے تو غضبان مغلوب میں متحقق ہے، پھر قیاس مع الفارق کیوں ہے؟

بس میرے نزدیک تفصیل اس میں یہ ہے کہ جس شخص کی عقل بالکل زائل ہوگئی ہو، اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، علیٰ ہٰذا القیاس؛ جس شخص کی عقل بالکل زائل نہ ہو بلکہ اس کے افعال واقوال میں بے عقلی غالب ہو، اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی، لان المغلوب کالمستھلک۔

اور جس کی عقل بالکل سالم یا اس کے افعال واقوال میں آثارِ عقل غالب ہوں، اس کی طلاق واقع ہوگی (امدادالاحکام، الہادی، بابت ماہِ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور عدمِ وقوعِ طلاق کے لئے حقیقت میں عدیم الشعور والارادۃ ہونے کو ضروری قرار نہیں دیا، بلکہ اقوال وافعال کے فساد کی اسی ظاہری دلیل پر مدار رکھا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

واقعی علامہ کیرانوی رحمہ اللہ نے بہت خوب توضیح فرمائی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے امدادالاحکام ص ۵۶۰ پر خود مغلوب العقل کی جو تعریف فرمائی ہے، اس میں بہکی بہکی باتیں صادر ہونے ، اور مجنون جیسے افعال مثل برتن توڑنے ، پھوڑنے اور دیوار وغیرہ میں سر مارنے وغیرہ کے ظاہر ہونے اور اس طرح حواس باختہ ہونے اور اس پر مذکورہ جنون والے آثار ظاہر ہونے کی جو قیود لگائی ہیں، ان میں کہیں بھی **عدیم الشعور والارادۃ** کی قید نہیں لگائی، اور حقیقت میں بھی اس طرح کے مجنونوں کے لئے **عدیم الشعور والارادۃ** ہونا ضروری نہیں، **کما یشهد به تجربة احوال المجانین ۔**

پس اس سے معلوم ہوا کہ جب عقل بالکلیہ زائل نہ ہو تو مدار ظاہری اقوال وافعال پر ہے۔

اور جہاں تک علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی اس بات کا تعلق ہے کہ ''علامہ شامی کی تنقیح میں لفظِ **صار لاشعور له بالکل** صاف ہے اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے تنقیح میں اس پر کلام نہیں کیا، الخ''

تو اس بارے میں خیال ہوتا ہے کہ اوّلاً تو یہ قید غالباً احترازی نہیں ہے، بلکہ سوال میں مذکور قید کے جواب میں اضافے کے طور پر اس کا ذکر ہے (کیونکہ تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں عموماً مسائل سوال کے جواب میں تحریر کیے گئے ہیں، اور سوال کے جواب میں اس قسم کی قیود کا ذکر عموماً ہو جایا کرتا ہے، جو بعض اوقات کسی احتراز کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ واقعہ کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے ہوتا ہے)

اور اگر اس کو قیدِ احترازی قرار دینے پر ہی اصرار کیا جائے تو **صار لاشعور له** کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے اقوال وافعال میں اختلال غالب ہو، کیونکہ یہی مغلوبُ العقل ہونے کی ظاہری دلیل ہے، اور ایسی صورت میں اگر بالفرض فی نفسہٖ کسی درجے میں شعور کا وجود بھی ہو تو وہ غیر معتبر ہوگا، **لانہٗ لایحصل بادراک صحیح کالصبی، وسیجیئ بقیة التفصیل.**

حافظ ابنِ قیم کے مؤقف پر ہم پہلے بحث کر چکے ہیں، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ جس کی عقل بالکلیہ زائل ہو، اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ وہ حقیقی مجنون اور جنون کا اعلیٰ درجہ ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کے لئے اقوال وافعال میں اختلاط لازم ہے۔

اور جس کی عقل بالکلیہ زائل نہ ہو، لیکن اقوال وافعال میں اختلاط وبے عقلی غالب ہو، اس کی بھی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ یہ **ملحق بالجنون** یعنی حکماً مجنون ہے، اور جو نہ حقیقتاً مجنون ہو اور نہ حکماً، اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

اور اگر کسی کے اقوال وافعال میں مذکورہ خلل وفساد نہ ہو لیکن فی نفسہٖ شعور وارادہ مفقود ہو، یا ان میں سے کوئی ایک مفقود ہو (جس کی خارج میں ایک صورت ہی کا وجود ہے، اور وہ ارادہ کا فقدان ہے، شعور کے وجود کے ساتھ، جیسا کہ مخطی کے سلسلہ میں گزرا، اور امدادالفتاویٰ کے حوالہ سے بھی اس کی صراحت گزری) تو اس صورت میں قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی، گو دیانۃً واقع نہ ہو۔ **والمرأة کالقاضی ، لانہٗ خلاف الظاهر، وظاهر الدلیل الاقوال والافعال مع لحاظ البلوغ)**

مغلوبیتِ عقل کا دعویٰ کب قبول ہوگا؟

گزشتہ تفصیل سے یہ بات تو واضح ہوچکی کہ مغلوب العقل ہونے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لیکن مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ ہر شخص کا معتبر نہیں، ورنہ ہر شخص طلاق دینے کے بعد اپنے بارے میں مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ کرسکتا تھا۔

لہٰذا اگر کوئی شخص طلاق دینے کے بعد اپنے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ وہ طلاق کے وقت مغلوبُ العقل تھا، یعنی اس کو شعور وارادہ دونوں نہ تھے، یا شعور تو تھا مگر بے ارادہ الفاظ منہ سے خود بخود واہی تباہی نکلتے جاتے تھے۔[1]

تو اس کا دعویٰ قضاءً معتبر ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اُمور ملحوظ رہنا ضروری ہیں:

(۱)......سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ شوہر یہ دعویٰ کرے کہ طلاق کے وقت میں مغلوب العقل تھا، اور میری زبان سے طلاق کا لفظ اسی حالت میں نکل گیا تھا۔

(۲)......پھر دو معتبر مرد یا ایک معتبر مرد اور دو معتبر عورتیں یہ گواہی دیں کہ طلاق کے الفاظ کہتے وقت مغلوبُ العقل ہونے کی علامات اُس میں موجود تھیں مثلاً بہکی بہکی باتیں کرنا، افعال میں بے ڈھنگا پن ظاہر ہونا۔

(۳)......اگر طلاق کے وقت اس شخص پر مذکورہ کیفیت طاری ہونے کے متعلق مذکورہ تفصیل کے مطابق گواہ موجود نہیں، تو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اس شخص کی نمبر۲ میں مذکورہ مغلوب العقل ہونے کی علامات اس واقعہ سے پہلے کم از کم ایک مرتبہ معروف تھیں اور یہ شخص حلفیہ بیان بھی دے کہ طلاق کے الفاظ کہتے وقت وہ مغلوب العقل تھا۔

(۴)......اگر نہ تو طلاق کے الفاظ زبان سے کہتے وقت مذکورہ تفصیل کے مطابق مغلوب العقل ہونے کی علامت کے گواہ موجود ہیں، اور نہ ہی اس واقعہ سے پہلے مذکورہ شخص کے مغلوب العقل ہونے کی کیفیت معروف ہے، تو پھر شوہر کی طرف سے نہ یہ

[1] کما مر تفصیل القصد والشعور عن امداد الفتاویٰ۔

مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ معتبر ہے، اور نہ اس کے حلف کا اعتبار ہے۔ ؎

؎ فاذاعلمت ذلک علمت التسوية فى الحكم بين طلاق المجنون وبين طلاق من ذكر والحكم في المجنون اذاعرف انه جن مرة فطلق وقال عاودني الجنون فتكلمت بذالک وأنامجنون ان القول قولهٗ بيمينهٖ وان لم يعرف بالجنون مرة لم يقبل قوله كمافي الخانية والتتارخانية وغيرهما فظهرلک من هٰذاان المدهوش ان عرف منه الدهش مرة فالقول قولهٗ بيمينهٖ وان لم يعرف لم يقبل قولهٗ قضاءً الاببينة اذ الثابت بالبينة كالثابت عيانا امادیانةً فيقبل لانه اخبربنفسه فاغتنم هٰذا التحرير فانه مفرد (الفتاوىٰ الكاملية صفحه۲۸ ،كتاب الطلاق ،مكتبه خانية پشاور)

قال: ولو ادعت امرأة على زوجها أنه طلقها ثلاثاً، وقال الزوج: أصابني برسام أو وجع أذهب عقلي أو جنون، فكان ذالک مني في هذه الحالة فإن لم يعرف أن ذالک أصابه فالقول قولها، وإن عرف أن ذالک أصابه فالقول قوله، فإن شهد الشهود أنهم رأوه مجنوناً مرة، فالقول قوله أيضاً لان الجنون له صار معهودا بهذه الشهادة، ومتى كانت الإضافة إلى حالة معهودة تنافي الفرقة كان مقبول القول في ذالک مع يمينه. وكذالک لوقال: طلقتها وأنا نائم، فالقول قوله هاهنا؛ لأن حال النوم حال معهود لكل واحد، كحالة الصغر فإضافته إلى تلک الحالة تكون إنكاراً معنىً (شرح السير الكبير للسرخسي، باب مايصدق فيه الرجل من الردة فلا تبين منه امرأته ومالا يصدق)

وَفِي الْبَحْرِ عَنْ الْخَانِيَّةِ :رَجُلٌ عَرَفَ أَنَّهُ كَانَ مَجْنُونًا فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ :طَلَّقْتَنِي الْبَارِحَةَ فَقَالَ : أَصَابَنِي الْجُنُونُ وَلَا يُعْرَفُ ذَلِکَ إلَّا بِقَوْلِهِ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَهُ (رد المحتار، كتاب الطلاق، مَطْلَبٌ فِي تَعْرِيفِ السَّكْرَانِ وَحُكْمِهِ)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

سوال ہٰذا میں اس مدہوشیت کے متعلق خود زوج کا کوئی دعویٰ مذکور نہیں، سو اگر وہ اس کا مدعی نہیں بلکہ مقر ہوش کا ہے، تب تو پدرِ زوج کا دعویٰ کوئی چیز نہیں، اور حکم مدہوشیت کا احتمال ہی نہیں، اور اگر وہ بھی اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو چونکہ یہ امر خلافِ ظاہر ہے، اس لئے اس کا دعویٰ مسموع نہیں ہوسکتا ہے، ورنہ ہر مطلِق ایسا ہی دعویٰ کرسکتا ہے، بلکہ اس کے اعتبار کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی یہ حالت دوسرے عام دیکھنے والوں کو بھی ظاہر اور محسوس ہوتی ہو، خواہ عین وقت پر یہ حالت طاری ہوئی ہو، خواہ اس وقت مشتبہ ہو، مگر پہلے سے طاری ہونا معروف و معلوم عند عامۃ الناس ہو اور زوال اس کا متیقن نہ ہوا ہو، اور اس اخیر صورت میں حلف بھی زوج سے لیا جاتا ہے۔

دليل ذلک كله مافي ردالمحتار في البحر عن الخانية عرف انه كان مجنونافقالت امرأته طلقني البارحة فقال اصابني الجنون ولايعرف ذلک الا بقوله كان القول قوله اه ج۲ ص ۶۹۹

اور یہاں یہ شرط مفقود ہے بلکہ اس کے خلاف کی دلیل موجود ہے، یعنی ذی ہوش ہونے کے قرائن جو کہ سوال میں مذکور ہیں، اسلئے یہ دعویٰ غیر مقبول ہے (بوادر النوادر ص۲۳۴ و امداد الفتاویٰ جلد۲ صفحہ۴۰۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تنبیہ

فقہائے کرام کی بعض عبارات اور بعض اکابر کے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں شوہر سے قسم یا گواہ دونوں حالتوں میں مسلمان قاضی یا حکم (جس کو فریقین نے اپنے اس قضیے کے

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

پس جب کوئی شخص طلاق کے بعد مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ کرے، اس کے قبول ہونے کے لیے سب سے اول شرط یہ ہے کہ طلاق دینے کے وقت غلبۂ عقل اور دہش کی جو علامتیں اوپر مذکور ہوئی ہیں یعنی بہکی بہکی باتیں کرنا، افعال میں بے ڈھنگا پن ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ پائی گئی ہوں اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ میری زبان سے طلاق کا لفظ بے خبری میں نکل گیا تھا، میں نے اس کا ارادہ وقصد نہ کیا تھا اور نہ مجھے شعور تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، دوسرے یہ کہ واقعہ طلاق سے پہلے بھی اس کو ایسا واقعہ پیش آ چکا ہو کہ وہ غصہ میں خارج از عقل ہو جاتا ہو اور لوگ اس کو جانتے ہوں، اس صورت میں قاضی شرعی شوہر سے قسم لے کر اس کی بات کو قبول کرے اور عدمِ وقوعِ طلاق کا حکم کر دے اور اگر پہلے کبھی اس کو ایسا واقعہ پیش نہیں آیا یا آیا مگر لوگ نہیں جانتے کہ غصہ میں یہ شخص خارج از عقل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں قاضی بدون دو گواہوں کے شوہر کا یہ دعویٰ قبول نہ کرے کہ میں مغلوب العقل تھا (امداد الاحکام جلد۲ صفحہ۵۶۴)

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

یہ تو صحیح ہے کہ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی، ولیکن اولاً اس کی تحقیق ضروری ہے کہ وہ مدہوش ہے یا نہیں؟ یعنی جو حالت سوال میں لکھی ہے اگر اس کو کم از کم دو ثقہ اور شناخت رکھنے والے آدمیوں نے معائنہ کر کے تجویز کیا ہو کہ یہ شخص مدہوش ملحق بالمجنون ہے تب مدہوش ہونا ثابت ہوگا اور اگر یہ معائنہ اس وقت ہوا ہو جس وقت کہ اس نے طلاق دی ہے تب تو یہ دو گواہ کسی حاکم یا محکم کے سامنے گواہی دیدیں اس پر عدمِ وقوع کا حکم ہو جائے گا اور اگر طلاق کے واقعہ سے قبل معائنہ ہوا ہو تو معائنہ پر گواہی لینے کے بعد خاوند سے قسم بھی لی جاوے کہ اس وقت اس کا ہوش ٹھکانے نہ تھا تب عدمِ وقوع کا حکم دیا جائے؛ بدون یمین اور بینہ کے عدمِ وقوع کا فتویٰ دینا درست نہیں (امداد الاحکام جلد۲ صفحہ۴۴۱)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اگر آپ کی جنونی کیفیت پہلے سے لوگوں میں مشہور تھی اور آپ حلفیہ بیان دیں کہ بوقتِ طلاق آپ پر یہی جنونی کیفیت طاری تھی تو طلاق نہیں ہوئی اور اگر آپ کا جنون پہلے سے لوگوں میں معروف نہیں تھا تو اگر دو معتبر مرد یا ایک معتبر مرد اور دو معتبر عورتیں یہ شہادت دیں کہ بوقتِ طلاق آپ کی جنونی کیفیت تھی تو طلاق نہیں ہوئی۔

اگر آپ کا جنون پہلے سے لوگوں میں معلوم نہیں اور وقتِ طلاق میں جنونی حالت طاری ہونے پر تفصیلِ مذکور کے مطابق دو معتبر گواہ بھی نہیں تو تین طلاقیں واقع ہو گئیں (احسن الفتاویٰ جلد۵ صفحہ۱۶۳)

فیصلے کا باختیارِ خود ثالث مقرر کیا ہے) لے گا، غیر قاضی یا غیر حکم کے سامنے قسم کھا لینے یا گواہ قائم کردینے اوراس کے فیصلہ کردینے سے کچھ نہ ہوگا،اوروہ شرعاً مغلوب العقل نہیں مانا جائے گا(کذا فی امدادالاحکام جلد۲صفحہ۵۶۴) ۱؎

لیکن فقہائے کرام کی عبارات میں غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ ایک تو انہوں نے عورت کو طلاق کے معاملہ میں قاضی کی طرح فرمایا ہے،جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو شوہر کے خلافِ ظاہر دعویٰ پرعمل کرنا جائز نہیں،اور یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر حیثیت سے قاضی کے قائم مقام ہے۔ ۲؎

۱؎ الشهادة لاتصير حجة ملزمة الا بقضاء القاضى فتختص بمجلس القضاء(بدائع الصنائع جلد٦،كتاب الشهادت، فصل فى شرائط ركن الشهادة)

الشهادةلم تكن ملزمة بدون القضاء(المبسوط جلد١٠،كتاب الاستحسان)

اما الشهادة فى غيرمجلس القاضى غيرملزمة كذاقاله قاضيخان(حاشية تبيين الحقائق جلد٤،كتاب الشهادت، باب مايشترط للشهادة)

قيدنا بتحليف الحاكم لانهما لو (اصطلحا على ان يحلف عند غير قاض ويكون بريئا فهو باطل) لان اليمين حق القاضى مع طلب الخصم ولا عبرة باليمين ولانكول عند غير القاضى (ردالمحتار جلد٥ صفحه ٥٤٨)

امدادالاحکام میں ہے:

اس پر تنبیہ ضروری ہے کہ شوہر سے قسم یا گواہ دونوں حالتوں میں قاضی شرعی یا حکم لے گا،غیر قاضی حکم کے سامنے قسم کھا لینے یا گواہ قائم کردینے اوراس کے فیصلہ کردینے سے کچھ نہ ہوگا،نہ بیوی اس کے لیے حلال ہوگی نہ وہ شرعاً مدہوش مانا جائے گا (امدادالاحکام جلد۲صفحہ۵۶۴)

۲؎ والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لايحل لها تمكينه هكذا اقتصر الشارحون وذكر فى البزازية وذكر الاوزجندى انها ترفع الامر الى القاضى فان لم يكن لها بينة يحلفه فان حلف فالاثم عليه اه (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب الفاظ الطلاق)

والمرأة كالقاضى اذا سمعته او اخبرها عدل لايحل لها تمكينه (ردالمحتار ،كتاب الطلاق، باب صريح الطلاق)

والتاكيد خلاف الظاهر وعلمت أن المرأة كالقاضى لايحل أن تمكنه اذا علمت منه ما ظاهر خلاف مدعاه اه (ردالمحتار، باب الكنايات)

(قَوْلُهُ :لَمْ يُصَدَّقْ قَضَاءً) أَىْ بَلْ دِيَانَةً لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَالِمٌ بِسِرِّهِ لَكِنْ لَا يَسَعُ الْمَرْأَةَ أَنْ تُقِيمَ مَعَهُ لِأَنَّهَا كَالْقَاضِي لَا تَعْرِفُ مِنْهُ إلَّا الظَّاهِرَ بَحْرٌ عَنْ الْمَبْسُوطِ(ردالمحتار،بَابُ الْخُلْعِ، فَائِدَةٌ : يُشْتَرَطُ فِي قَبُولِهَا عِلْمُهَا)

وَإِذَا لَمْ يُصَدَّقْ فِي الْقَضَاءِ لَا يَسَعُ الْمَرْأَةَ أَنْ تُقِيمَ مَعَهُ (فتح القدير، بَابُ تَفْوِيضِ الطَّلَاقِ فَصْلٌ فِي الِاخْتِيَارِ)

ولايسع للمرأة إذا سمعت ذلك أن تقيم معه لأنها مامورة ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دوسرے فقہائے کرام کی عبارات میں شہادت ویمین کے حجتِ ملزمہ ہونے کے لئے مجلسِ قضاء کو جو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ غیر قاضی کو قوتِ نافذہ حاصل نہیں ہوتی، اس لئے عورت کی طرف سے منازعت ومخاصمت اس کے بغیر عادتاً ختم نہیں ہوتی، اور مجلسِ قضا کے بغیر یہ عورت پر حجتِ ملزمہ نہیں بنتی، نہ یہ کہ فی نفسہٖ یمین اور اخبارِ عدلین کسی درجہ میں بھی عورت کے حق میں حجت اور اطمینان کا باعث نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت پر عدمِ وقوعِ طلاق کا حکم لازم کرنے اور عورت کی طرف سے پیش آمدہ قطع خصومت کے لئے تو مجلسِ قضاء ضروری ہوگی۔

لیکن اگر عورت ان ذرائع سے مطمئن ہو کر فیما بینہا وبین اللہ اپنے حق میں عدمِ وقوعِ طلاق کا خود سے التزم کرلے، اور منازعت وخصومت ختم کرنے کے لیے تبرعاً آمادہ ہو جائے، تو پھر مجلسِ قضا

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾ باتباع الظاهر كالقاضى (المبسوط للسرخسى، باب ماتقع به الفرقة)

وكل مالايدينه القاضى فيه فكذلك المرأة اذا سمعت منه او شهد به شاهدا عدل لايسعها أن تدين الزوج فيه لانها لاتعرف منه الا الظاهر كالقاضى (أيضاً)

اما البينة فليست حجة بنفسها كالاقرار وحجيتها تحصل بحكم القاضى لان الشهادة خبر فهو محتمل للصدق والكذب وبحكم القاضى يسقط احتمال الكذب ويكون دليلا للدعوىٰ ......اذ لو ثبت وقوع الشهادة فى غير حضور القاضى فلايكون وقوعها موجبا للالزام، البحر(درر الحكام فى شرح مجلة الاحكام ،الكتاب السادس عشر القضاء، المادة اذا اقر المدعى عليه الزمه القاضى)

فى الدر: (ويقبل قوله ان ادعاه)وانكرته(وفى الشامية) (قوله ويقبل قوله الخ) قال الخير الرملى فى حواشى المنح: لم يذكر اهو بيمينه وكذالک صاحب البحر والنهر والكمال ولم اره لاحد وينبغى على ماهو المعتمد ان يكون بيمينه اذا انكرته الزوجة ، واما اذا لم تنكره فلايمين عليه الا اذا اتهمه القاضى اه(قوله ان ادعاه وانكرته)اى ادعى الاستثناء ومثله الشرط كما فى الفتح وغيره وقيد بانكارها لانه محل الخلاف اذ لو لم يكن له منازع فلااشكال فى ان القول قوله كما صرح به فى الفتح .قلت لكن فى التاترخانية عن الملتقط اذا سمعت المرأة الطلاق ولم تسمع الاستثناء لايسعها ان تمكنه من الوطء اى فيلزمها منازعته اذ لم تسمع (ردالمحتار ج۳ص ۳۶۹)

وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ :مَعْنَى الدِّيَانَةِ أَنَّهُ يَجُوزُ لِلْمُفْتِي أَنْ يُفْتِيَهُ بِعَدَمِ وُقُوعِ الطَّلَاقِ .أَمَّا الْقَاضِي فَلاَ يَجُوزُ لَهُ تَصْدِيقُهُ ، وَيَقْضِي عَلَيْهِ بِالْوُقُوعِ ؛ لأَنَّهُ خِلاَفُ الظَّاهِرِ ، بِلاَ قَرِينَةٍ ، وَالْمَرْأَةُ كَالْقَاضِي ، لاَ يَحِل لَهَا تَمْكِينُهُ مِنْ نَفْسِهَا (الموسوعة الفقهية الكويتيه، الْإِفْتَاءُ)

ضروری نہیں۔

اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو پھر اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ عورت کو اگر کسی طریقہ سے شوہر کے مغلوب العقل ہونے کا یقین یا ظنِ غالب ہو جائے، اور وہ اس وجہ سے شوہر سے طلاق کے معاملہ میں منازعت و خصومت نہ کرے، تو پھر بعض صورتوں میں عورت کو شوہر سے حلف لینا ضروری نہ ہوگا، اور اسی طرح بعض صورتوں میں قاضی یا حَکَم کی موجودگی بھی ضروری نہیں ہوگی۔

چنانچہ شوہر سے طلاق کا تلفظ سرزَد ہوتے وقت مغلوب العقل ہونے کی علامات کا عورت نے خود سے مشاہدہ کیا ہو، جس کی وجہ سے شوہر کے مغلوبُ العقل ہونے کے دعویٰ کی صداقت کا عورت کو یقین ہو، تو عورت کو شوہر سے قسم لینا شرعاً ضروری نہیں ہوگا۔

گویا کہ عورت کا خود سے مشاہدہ کرنا اور اس کی وجہ سے شوہر کے مغلوبُ العقل ہونے کے دعویٰ پر یقین حاصل ہو جانا گواہوں کی گواہی کے قائم مقام ہوگا

(اور پیچھے نمبر ۲ میں گزر چکا ہے کہ جب بوقتِ طلاق مغلوبُ العقل ہونے کا گواہوں سے ثبوت ہو جائے تو شوہر پر حلف ضروری نہیں ہوتا)

اسی طرح اگر عورت نے خود سے شوہر کے مغلوبُ العقل ہونے کی علامات کا مشاہدہ تو نہ کیا ہو لیکن عورت کو اخبارِ عدل سے شوہر کے بوقتِ طلاق مغلوبُ العقل ہونے کا یقین حاصل ہو جائے، اور اس وجہ سے عورت شوہر کے ساتھ خصومت نہ کرے، تو اس صورت میں عورت کو شوہر کا دعویٰ قبول کرنے کے لیے مجلسِ قضاء میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہوگا۔ [1]

اور اسی طرح عورت کو اگر اس واقعہ سے پہلے کم از کم ایک مرتبہ شوہر کے مغلوبُ العقل ہو جانے کا (اپنے مشاہدے یا اخبارِ عدل سے) علم و یقین حاصل ہو، اور شوہر عورت کے سامنے حلف اُٹھالے، جس سے عورت کو اطمینان حاصل ہو جائے تو بھی مجلسِ قضاء ضروری نہیں ہوگی، اور عورت کا گھر میں

---

[1] امداد الاحکام جلد ۴ صفحہ ۶۵، کتاب الدعویٰ والشہادات والقضاء میں علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے وراثت کے ایک مسئلہ میں بالغ ورثاء کو رضامندی سے مجلسِ قضاء کے بغیر گواہوں کے بیان پر اپنے حصہ میں عمل کرنے کا اختیار دیا ہے۔

اس تقریر سے کئی ظاہری تعارضات مرتفع اور شبہات زائل ہو جاتے ہیں۔

شوہر سے حلف لے لینا کافی ہوگا۔ [1]

البتہ مذکورہ صورتوں میں اگرعورت شوہر کے دعوے کی منکِر ہو،خواہ اُس کوشوہر کی بات پر اعتماد ہو یا نہ ہو(لانہٗ امرٌ خفی لا یبتنی علیه الحکم)

---

[1] جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارات سے عورت کا گھر میں شوہر سے حلف لے لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

وفی المجتبیٰ عن صدرالقضاة فی شرح الجامع الصغیر اذا قال لم انو الطلاق فعلیه الیمین ان ادعت الطلاق وان لم تدع یحلف ایضا حقا لله تعالیٰ قال ابونصر قلت لمحمد بن سلمة یحلفه الحاکم ام هی تحلفه قال یکتفی بتحلیفها ایاه فی منزله فاذا حلفته فحلف فهی امرأته والا رافعته الی القاضی فان نکل عن الیمین عنده فرق بینهما اه (البحر الرائق ج۳ص۲۹۸،باب الکنایات فی الطلاق، کتاب الطلاق)

فی الدر المختار:

(تتوقف الاقسام) الثلاثة تأثیرا (علی نیة)للاحتمال والقول له بیمینه فی عدم النیة ویکفی تحلیفها له فی منزله فان ابی رفعته للحاکم فان نکل فرق بینها مجتبیٰ.

وفی الشامیة:

یتوقف تأثیر الأقسام الثلاثة علی نیة ط (قوله للاحتمال) لما ذکرنا من أن کل واحد من الألفاظ یحتمل الطلاق وغیره والحال لا تدل علی أحدهما فیسأل عن نیته ویصدق فی ذلک قضاء بدائع .قال ط :فإن قلت :إن ما یصلح جوابا ینبغی الوقوع به وإن لم تکن نیة قلت :لیس المراد بکونه جوابا أنه جواب لتحصیل الطلاق بل هو جواب لکلامها بغیر السؤال، أما إذا تکلمت بسؤال الطلاق فقد حصلت المذاکرة، وفیها لا یتوقف علی النیة إلا الأول کما یأتی .اهـ............

(قوله بیمینه) فالیمین لازمة له سواء ادعت الطلاق أم لا حقا لله تعالی ط عن البحر

(قوله فإن نکل) أی عند القاضی لأن النکول عند غیره لا یعتبر ط

(قوله توقف الأولان) أی ما یصلح ردا وجوابا وما یصلح سبا وجوابا ولا یتوقف ما یتعین للجواب .بیان ذلک أن حالة الغضب تصلح للرد والتبعید والسب والشتم کما تصلح للطلاق، وألفاظ الأولین یحتملان ذلک أیضا فصار الحال فی نفسه محتملا للطلاق وغیره، فإذا عنی به غیره فقد نوی ما یحتمله کلامه ولا یکذبه الظاهر فیصدق فی القضاء ، بخلاف ألفاظ الأخیر :أی ما یتعین للجواب لأنها وإن احتملت الطلاق وغیره أیضا لکنها لما زال عنها احتمال الرد والتبعید والسب والشتم اللذین احتملتهما حال الغضب تعینت الحال علی إرادة الطلاق فترجح جانب الطلاق فی کلامه ظاهرا، فلا یصدق فی الصرف عن الظاهر، فلذا وقع بها قضاء بلا توقف علی النیة کما فی صریح الطلاق إذا نوی به الطلاق عن وثاق(ردالمحتار، باب الکنایات، ج۳ص۳۰۰وص۳۰۱)

تو پھر یمین وشہادت کے لیے مجلسِ قضاء (او مایقوم مقامه کالحَکَم) ضروری ہوگی۔

کیونکہ اس کے بغیر منازعت وخصومت ختم نہ ہوگی۔

نیز عورت اگر اپنے سامنے گواہ پیش ہونے یا شوہر سے حلف لینے کے بعد دوبارہ مجلسِ قضا میں مقدمہ دائر کرے، تو اس کو یہ حق بھی حاصل ہوگا۔

اسی طرح شوہر عورت کے سامنے قسم سے انکار کرنے کے بعد دوبارہ مجلسِ قضا سے رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ [1]

گزشتہ تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اگر شوہر سے طلاق کا تلفظ سرزد ہوتے وقت مغلوبُ العقل ہونے کی علامات کا عورت نے نہ تو خود سے مشاہدہ کیا ہو، اور نہ ہی اخبارِ عدل سے اُسے معلوم ہوا ہو، اور نہ ہی اس واقعے سے پہلے شوہر کے مغلوبُ العقل ہوجانے کا (اپنے مشاہدے یا اخبارِ عدل سے) عورت کو علم ہوا ہو، تو اس صورت میں عورت کو شوہر کے مغلوبُ العقل ہونے کا دعویٰ قبول کرنا درست نہ ہوگا، جیسا کہ قاضی کے لیے اس صورت میں شوہر کا دعویٰ قبول کرنا درست نہیں۔

لانهٗ خلاف الظاهر، والمرأة كالقاضي.

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

---

[1] إن لم يكن الاستحلاف الأول بين يدي القاضي، فالقاضي يستحلفه ثانياً؛ لأن اليمين عند غير القاضي غير معتبرة؛ لأن المعتبر يمين قاطعة للخصومة، وإن كان الاستحلاف الأول من القاضي لا يحلفه ثانياً؛ لأن اليمين الأولى وقعت معتبرة؛ لأنها وقعت قاطعة للخصومة (المحيط البرهاني، جزء۶ ۱، صفحه ۱۸۶)

يحلف القاضي لو لم يكن الحلف الأول عند القاضي إذ اليمين عند غير القاضي لا تعتبر إذ المعتبر يمين قاطعة للخصومة واليمين عند غير القاضي غير قاطعة ولو كان الحلف الأول من القاضي لا يحلف ثانياً (جامع الفصولين، جزء ۱، صفحه ۱۱۶)

﴿۳﴾

سکران کی طلاق

سکر اور سکران کی تعریف

سکر کو بھی فقہائے اصولیین نے عوارضِ اہلیت میں شمار کیا ہے، لیکن عوارضِ اہلیت کی دوسری قسم یعنی عوارضِ مکتسبہ میں اس کو شمار کیا ہے۔

کیونکہ سکر بھی عادتاً اختلالِ عقل کا سبب ہوا کرتا ہے، اس کا تقاضا یہ تھا کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سکران سے مراد وہ شخص ہے جس کی عقل اتنی مغلوب و مختل ہو چکی ہو کہ اسے زمین و آسمان اور مرد و عورت وغیرہ کی تمیز و شعور باقی نہ رہے یعنی اس کا علم و شعور بالکلیہ مفقود ہو جائے جبکہ صاحبین و دیگر ائمہ کے نزدیک سکران سے مراد وہ ہے جس کے کلام میں اختلال و اختلاط (بے ہودگی، بے ربط اور ہذیان) غالب ہو؛ اور اکثر مشائخ نے صاحبین کی تعریف کو مختار و مفتیٰ بہ قرار دیا ہے (کیونکہ سکر کی تعریف اس پر بھی صادق آتی ہے، اگرچہ وہ سکر کا انتہائی درجہ نہ ہو اور مغلوب العقل ہونے کی ظاہری دلیل بھی یہی ہے، فقہائے کرام نے مغلوبُ العقل ہونے کی تعریف بھی اسی علامت سے کی ہے، **کمامر فی طلاق المجنون**)

اس کے علاوہ فقہائے کرام کی تصریحات سے واضح ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ سکر کے لئے کامل زوالِ عقل کو، جس میں شعور بالکلیہ منعدم ہو، جو ضروری قرار دیتے ہیں، وہ وجوبِ حد کے ساتھ خاص ہے (کیونکہ حدود کے باب میں نقص و شبہ سے بچا جاتا ہے) جہاں تک حد کے علاوہ باقی احکام کا تعلق ہے مثلاً سکران کے تصرفات کا نافذ نہ ہونا تو اس کے لیے امام صاحب کے نزدیک بھی نشہ کی وہی تعریف ہے جو صاحبین کے نزدیک ہے؛ بہرحال صاحبین کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دینے اور امام صاحب کا مذکورہ قول حدود کے باب تک محدود ہونے کی دونوں جہتوں سے اس بارے میں

شبہ نہیں رہتا کہ سکران مختلطُ الکلام درحقیقت مغلوبُ العقل میں داخل ہے، وہ الگ بات ہے کہ اس کی طلاق کو کسی اور وجہ سے معتبر قرار دیا جائے، کما سیجیٔ۔ [1]

(۱)...... السکر ھوغیبة العقل من خمر او مایشبه حتی یختلط الکلام ویحصل الھذیان ﴿اصول الفقه ص ۱۰۰ للشیخ محمد الخضری﴾

(۲)...... وفسر السکر فی اصول الفقه بانه غلبة سرور فی العقل ﴿العنایة شرح الھدایة، باب مالایقطع فیه ومالا یقطع﴾

(۳)...... وفی التلویح وھی حالة تعرض للانسان من امتلاء دماغه من الابخرة المتصاعدة الیه فیتعطل معه عقله الممیز بین الامور الحسنة والقبیحة اھ. ومعلوم انه لاحاجة الی قوله الممیز الخ، واللہ تعالیٰ اعلم ﴿التقریر والتحبیر، بیان السکر﴾

(۴)...... وحده اختلاط الکلام ای حد السکر والمراد به الحالة الممیزة بین السکر والصحو وزاد ابوحنیفة رحمه اللہ تعالیٰ ان لایعرف الارض من السماء لوجوب الحد فقط (شرط التلویح علی التوضیح، السکر)

(۵)...... (قولهٗ اوسکران)السکر:سروریزیل العقل فلایعرف به السماء من الارض ،وقالابل یغلب علی العقل فیھذی فی کلامه.ورجحواقولھما فی الطھارة والایمان والحدود.................

---

[1] اس سے اور مابعد میں آنے والی عبارات سے مغلوبُ العقل کے بارے میں جو تفصیل اور معیار پہلے مجنون اور غضبان کی بحث میں بیان کیا جاچکا ہے، بشمول علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق کے، اُن سب کی تائید ہوتی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مخصوص احکام کی اہلیت نہ ہونے کے لیے مغلوبُ العقل کا اتنا درجہ کافی ہے کہ کلام میں اختلاط واختلال کا غلبہ ہو، خواہ اہلیت کا عارض کوئی بھی ہو، اور ساتھ ہی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ہوتا ہے کہ مغلوبُ العقل ہونے کے لیے بالکلیہ زوالِ عقل وذہابِ عقل یا انعدامِ شعور ضروری نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں نے غضبان کی اقسامِ ثلاثہ کی بحث میں حافظ ابنِ قیم کے کلام سے سمجھ لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قلت: لكن صرح المحقق ابن الهمام فى التحرير ان تعريف السكربمامرعن الامام انماهوفى السكرالموجب للحد لانهٗ لو ميز بين الارض والسماء كان فى سكرهٖ نقصان وهو شبهة العدم فيندرء به الحد، واماتعريفه عنده فى غيروجوب الحدمن الاحكام فالمعتبرفيه عنده اختلاط الكلام والهذيان كقولهما ، ونقل شارحه ابن أمير حاج عنه أن المراد أن يكون غالب كلامه هذيانا، فلو نصفه مستقيما فليس بسكر فيكون حكمه حكم الصحاة فى إقراره بالحدود وغير ذالك لأن السكران فى العرف من اختلط جده بهزله فلايستقر على شيء، ومال أكثر المشايخ إلى قولهما، وهو قول الأئمة الثلاثة واختاروه للفتوىٰ لأنه المتعارف، وتأيد بقول على رضى الله عنه إذا سكر هذى رواه مالك والشافعى، ولضعف وجه قوله ثم بين وجه الضعف فراجعه.

وبه ظهر أن المختار قولهما فى جميع الابواب فافهم ﴿ردالمحتار،جلد٣ صفحه٢٣٩، مطلب فى تعريف السكران﴾

(٦)...... (والسكران من لايفرق بين)الرجل والمرأةو(السماء والارض وقالا:من يختلط كلامه)غالبا فلونصفه مستقيما فليس بسكران بحر ﴿الدرالمختار﴾

(قوله والسكران الخ)بيان لحقيقة السكر الذى هوشرط لوجوب الحد فى الشرب ماسوى الخمر من الاشربة ولما كان السكر متفاوتا اشترط الامام اقصاه درأ الحد، وذالك بان لايميز بين شيئ وشيئ لان مادون ذالك لايعرىٰ عن شبهة الصحو، نعم وافقهما الامام فى حق حرمة القدر المسكر من الاشربة المباحة فاعتبر فيها اختلاط

الـكـلام ،وهـذا مـعنى قوله فى الهداية :والمعتبر فى القدر المسكر فى حق الـحـرمة مـاقـالاه اجـماعا اخذا بالاحتياط اه، وذكر فى الفتح انه ينبغى ان يكون قوله كقولهما ايضا فى السكر الذى لايصح معه الاقرار بـالحدود لانه يكون ادرأ للحدود وكذا فى الذى لاتصح معه الردة، اذ لـو اعتبره فيه اقصاه لزم ان تصح ردته فيمادونه مع انه يجب ان يحتاط فى عدم تكفير المسلم ، والامام واما اعتبر اقصى السكر للاحتياط فى درأ حـدالسكر واعتبار الاقصىٰ هنا خلاف الاحتياط هذا حاصل مافى الـفتـح قـلـت:لـكن ينبغى ان تصح ردته فيما دون الاقصى بالنسبة الى فسخ النكاح لان فيه حق العبد وفيه العمل بالاحتياط ايضا كمالايخفىٰ

﴿ردالمحتار ج۴ص ۴۱، كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم﴾

(۷)...... قـال فـى التـحـريـر:وحـده اختلاط الكلام والهذيـان، وزاد ابـوحـنيـفة رحمه الله تعالىٰ فى السكر الموجب للحد كونه لايميز بين الاشيـاء ولايعرف الارض من السماء، اذ لوميز ففيه نقصان وهو شبهة العدم فيندرئ به، واما فى غير وجوب الحد من الاحكام فالمعتبر عنده ايـضـا اختـلاط الـكـلام حتـى لايـرتد بكلمة الكفر معه ولايلزمه الحد بالاقرار بما يوجبه ﴿شرح شرح المنارلعلامة ابن عابدين شامى، ص ۲۶۱،النوع الثانى:العوارض المكتسبة﴾

(۸)...... فـحـد السكر الذى يتعلق به الحد عند أبى حنيفة أن لايعرف الأرض مـن الـسـمـاء، ولا الأنثى من الذكر، ولا نفسه من حمار، وعند أبـى يـوسف ومـحـمـد أن يـختـلـط كـلامــه، فـلا يستقر فى خطاب، ولاجـواب، واعتبرا العرف فى ذالک، فإن من اختلط كلامه بالشرب يسـمـىٰ سكران فى الناس، وتأيد ذالک بقوله تعالىٰ "لاتقربوا الصلاة

وأنتم سكارى حتى تعلموا ماتقولون" وأبو حنيفة رحمه الله اعتبر النهاية، فقال فى الأسباب الموجبة للحد تعتبر النهاية كما فى السرقة، والزنا، ونهاية السكر هذا أن يغلب السرور على عقله حتى لايميز شيئا عن شيء.

وإذا كان يميز بين الأشياء عرفنا أنه مستعمل لعقله مع مابه من السرور، ولايكون ذالک نهاية السكر، وفى النقصان شبهة العدم، والحدود تندرئ بالشبهات، ولهذا، وافقهما فى السكر الذى يحرم عنده الشرب إذ المعتبر اختلاط الكلام؛ لأن اعتبرا النهاية فيه يندرئ بالشبهات، والحل، والحرمة يؤخذ فيهما بالاحتياط...... واكثر مشايخنا رحمهم الله على قولهما (المبسوط للسرخسى، كتاب الاشربة)

(۹)...... فعند أبى حنفية السكران من النبيذ الذى يحد هو الذى لايعقل منطقاً قليلاً ولا كثيراً ولايعقل الرجل من المرأة ولا الأرض من السماء، وقالا: هو الذى يهذى ويختلط كلامه غالباً، فإن كان نصفه مستقيماً فليس بسكران؛ لأنه السكران فى العرف وإليه مال أكثر المشايخ ...... وفى الخانية وبقولهما افتى المشائخ وفى الفتح القدير واختاروه للفتوىٰ لضعف دليل الامام (البحر الرائق، كتاب الحدود)

(۱۰)...... (قوله والسكران الذى يحد) لسكره من غير الخمر عند أبى حنيفة (هو الذى لايعقل منطقاً لاقليلاً ولا كثيراً. ولايعقل الرجل من المرأة) زاد فى الفوائد الظهيرية: ولا الأرض من السماء (وقالا: هو الذى يهذى ويخلط) وبه قال الأئمة الثلاثة. ولما لم يذكر الخلاف فى الجامع الصغير ذكره المصنف.

والمراد أن يكون غالب كلامه هذيانا، فإن كان نصفه مستقيما فليس

بسكران فيكون حكمه حكم الصحاة في إقراره بالحدود وغير ذالك، لأن السكران في العرف من اختلط كلامه جده بهزله فلا يستقر على شيء (وإليه مال أكثر المشايخ) واختاروه للفتوىٰ لأن المتعارف إذا كان يهذى يسمى سكران وتأيد بقول علي: إذا سكر هذى (ولأبي حنيفة أنه يؤخذ في أسباب الحدود بأقصاها درءً ا) بدليل الإلزام في شهادة الزنا أن يقول كالميل في المكحلة وفي السرقة بالأخذ من الحرز التام لأن فيما دون ذالك شبهة الصحو فيندرئ الحد.

وأما في ثبوت الحرمة فما قالا فاحتاط في أمر الحد وفي الحرمة، وإنما اختاروا للفتوىٰ قولهما لضعف وجه قوله وذالك أنه حيث قال تؤخذ في أسباب الحدود بأقصاها فقد سلم أن السكر يتحقق قبل الحالة التي عينها وأنه تتفاوت مراتبه وكل مرتبة هي سكر، والحد إنما أنيط في الدليل الذي أثبت حد السكر بكل مايسمى سكراً لابالمرتبة الأخيرة منه، على أن الحالة التي ذكر قلما يصل إليها سكران فيؤدي إلى عدم الحد بالسكر (فتح القدير، باب حد الشرب)

(ا ا)...... (ولأبي حنيفة أن الحدود يؤخذ في أسبابها بأقصاها درءً ا للحد ونهاية السكران أن يغلب السرور على العقل فيسلبه التمييز بين شيء وشيء ومادون ذالك لايعرىٰ عن شبهة الصحو) يعني أنه اذا كان يميز بين الاشياء عرفنا انه مستعمل لعقلهٖ مع مابه من السرور فلا يكون ذالك نهايته في السكر وفي النقصان شبهة العدم والحدود تندرء بالشبهات ولهٰذا وافقهما في السكر الذي يحرم عنده القدح المسكر أن المعتبر فيه هو اختلاط الكلام لان اعتبار النهاية فيما يندرء

بالشبهات والحل والحرمة يؤخذ فى الاحتياط، وهذا معنىٰ قوله (والمعتبر فى القدح المسكر فى حق الحرمة ما قالاه بالاجماع اخذا بالاحتياط) لأنه لما اعتقد حرمة القدح الذى يلزم الهذيان، واختلاط الكلام عنده يمتنع عنه فلما امتنع عنه وهو الادنىٰ فى حد السكر كان ممتنعا عن الاعلىٰ فيه وهو ماقاله ابوحنيفة ﴿العناية شرح الهداية، باب حد الشرب﴾

(۱۲)...... وجه قولهما شهادة العرف والعادة فان السكران فى تعارف الناس اسم لمن هذى...... وابوحنيفة عليه الرحمة يسلم ذالك فى الجملة فيقول اصل السكر يعرف بذالک لكنه اعتبر فى باب الحدود ماهو الغايته فى الباب احتياطاً للدرء المامور به بقوله ﷺ "ادرء و الحدود مااستطعتم" ولايعرف بلوغ السكر غايتهٔ الا بما ذكر (بدائع الصنائع، حد شرب الخمر وحد السكر)

(۱۳)...... ثم بين حد السكران بقوله بان زال عقلهٗ وهو ان لايعرف الارض من السماء ولاالرجال من النساء ولايعرف شيئاً وهٰذا عند ابى حنيفة رحمه الله وقالا هو من يهذى ويخلط جده بهزله ولانهٗ هو السكران فى العرف، ...... ولهٗ ان الحد عقوبةٌ فتعتبر النهاية فى سببه احتياطا للدرء ونهاية السكران يغلب السرور على العقل فيسلب التميز اصلاً ومادونه لايخلو عن شبهة الصحو، الا ترى الىٰ قوله تعالىٰ "لاتقربوا الصلاة وانتم سكارىٰ حتى تعلموا ماتقولون" عبر عن الصحو بعلم مايقولون فكان السكر ضده وهو عدم العلم بمايقولون وعلىٰ قولهما اكثر المشائخ والمعتبر القدر المسكر فى حق الحرمة ماقالاه بالاتفاق للاحتياط فى الحرمات ﴿تبيين الحقائق، باب حد الشرب﴾

وفی حاشية الشرنبلالية: (قوله وعلیٰ قولهما اكثر المشائخ) قال الكمال وانما اختاروا للفتویٰ قولهما لضعف وجه قوله وذالک انهٔ حيث قال يؤخذ فی اسباب الحدود باقصاها فقد سلم ان السكر يتحقق قبل الحالة التی عينها وانهٔ تتفاوت مراتبه وكل مرتبة هی سكر

(شرنبلالية، باب حد الشرب)

(۱۴)...... وأما حد السكر عنده في غير وجوب الحد من الاحكام فالمعتبر عنده ايضا اختلاط الكلام حتى لايرتد بكلمة الكفر معه ای مع اختلاط الكلام ولايلزمه الحد بالاقرار بما يوجب الحد عنده قال المصنف وإنما اختاروا للفتویٰ قولهما لضعف وجه قوله وذالک انه حيث قال يؤخذ فی اسباب الحدود باقصاها، فقد سلم ان السكر يتحقق قبل الحالة التی عينها وأنه يتفاوت مراتبه وكل مرتبة هی سكر والحد انما انيط فی الدليل الذی اثبت حد السكر بما يسمیٰ سكراً لابالمرتبة الاخيرة منه علی ان الحالة التی ذكر قلما يصل اليها سكران فيؤدی الی عدم الحد بالسكر هٰذا. ولايخفیٰ ان اختلاط الكلام او عدم التمييز بين الاشياء ليس نفس السكر وإنما هو علامة

﴿التقرير والتحبير، السكر من عوارض الاهلية﴾

حنفی مسلک میں سکران کی طلاق

حنفیہ نے غیر عاقل کی طلاق کے عدمِ وقوع کا حکم لگایا ہے اور چونکہ مغلوبُ العقل سکران کے لیے بھی ظاہری سبب کے درجہ میں حقیقی غیر عاقل ہونا ثابت ہے، جیسا کہ اس کی (اختلاطِ اقوال کی) تعریف سے ظاہر ہے، اس کا تقاضا یہ تھا کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہو یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جائز چیز مثلاً دواء وغیرہ کے استعمال کی وجہ سے نشے میں مبتلا ہو یا زبردستی کسی حرام نشے میں

مبتلا کر دیا گیا ہو اور پھر اسی نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو فقہائے احناف کے نزدیک ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔[1]

اور اسی وجہ سے امام طحاوی، امام کرخی، امام زفر اور محمد بن سلمۃ کے نزدیک ناجائز نشہ کرنے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی، نیز ہمارے فقہاء نے سکران کی طلاق کے مجتہد فیہ ہونے کی وجہ سے قاضی کی طرف سے عدمِ وقوع کے فیصلے کو نافذ قرار دیا ہے۔

لیکن امام صاحب وصاحبین کے نزدیک ناجائز نشہ کرنے والے کی طلاق ایک دوسرے عارض کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہے اور وہ عارض زجر و تنبیہ ہے؛ اور اسی وجہ سے وقوعِ طلاق کے قائلین نے سکران کو حقیقی غیر عاقل تسلیم کرتے ہوئے تقدیری طور پر عاقل قرار دیا ہے۔

(۱)...... (ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل) ولو تقدیراً بدائع، لیدخل السکران ﴿درمختار، جلد۳ صفحہ ۲۳۵، کتاب الطلاق﴾

(قولهٗ لیدخل السکران) أی فانه فی حکم العاقل زجراً له، فلامنافاة بین قوله عاقل وقوله الآتی أوالسکران ﴿ردالمحتار، جلد۳ صفحہ ۲۳۵، کتاب الطلاق، رکن الطلاق﴾

(۲)...... ان طلاق المجنون والسکران لیس بواقع ظاهرة. ولااختلاف فی الأول عند علمائنا والثانی مختلف فیه ففی الهدایة وطلاق السکران واقع، واختیار الکرخی والطحاوی رحمه الله انه لایقع ﴿اعلاء السنن جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۵﴾

(۳)...... ومن قال لایجب الحد فی هٰذه الاشربة وهو الفقیه ابوجعفر وشمس الائمة السرخسی رحمهما الله تعالیٰ یقول: لاتنفذ تصرفاته لان نفاذ التصرف کان للزجر فاذا لم یجب

---

[1] لیکن اگر شوہر ایسی حالت کا دعویٰ کرے تو اس دعویٰ کے معتبر ہونے میں وہی تفصیل ہوگی جو مغلوب العقل کے بارے میں پیچھے گزر چکی ہے، اور اسی کے ساتھ شوہر کے ذمہ یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ مغلوبُ العقل ہونے کے سبب کا (جو کہ یہاں سُکر ہے) جائز طریقہ سے ہونا ثابت کرے۔

الحدعندهمازجراًلاتنفذتصرفاته (الفتاویٰ الهندیةجلد۵تصرفات السکران)

(۴)...... وهواختیارالکرخی والطحاوی لان الایقاع بالقصدالصحیح ولیس فیه ذالک کالنائم وهٰذا؛لان شرط صحة التصرف العقل وقدزال فصارکزواله بالبنج والدواء (مجمع الانهر،کتاب الطلاق ،الطلاق البدعی علی نوعین)

(۵)...... (وطلاق السکران واقع) واختیار الکرخی والطحاوی انهٗ لایقع وهو احد قولی الشافعی لان صحة القصد وهو زائل العقل فصار کزواله بالبنج والدواء، ولنا انه زال (بسبب هومعصیة فجعل باقیاحکمازجراًله حتی لوشرب فصدع وزال عقله بالصداع نقول انهٗ لایقع طلاقه) (فتح القدیر، شرح الهدایة، طلاق السکران)

(٦)...... وان کان للتداوی فلا (أی لایقع طلاقه) لعدمها (ای المعصیة) وعن هٰذاقلنااذاشرب الخمرفتصدع فزال عقله بالصداع فطلق لایقع لان زوال العقل مضاف الی الصداع لاالی الشراب کذافی فتح القدیر(البحرالرائق، کتاب الطلاق، طلاق السکران)

(۷)...... (قولهٗ نعم لوزال عقله بالصداع)لأن علة زوال العقل الصداع والشرب علة العلة ،والحکم لایضاف الیٰ علة العلة الاعندعدم صلاحیة العلة .

هذا،وقدفرض المسألة فی الفتح والبحرفیمااذاشرب خمراًفصدع،ویخالفه مافی الملتقط :لوکان النبیذ غیرشدیدفصدع فذهب عقله بالصداع لایقع طلاقه ،وان کان النبیذ شدیداحرامافصدع فذهب عقله یقع طلاقه اھ.فقدفرق بین مأذان کان بطریق محرم وغیرمحرم کماتری فتأمل(ردالمحتار،جلد۳صفحه۲۴۰)

(٨)...... (قولهٗ اوسكران)السكر: سروريزيل العقل فلايعرف به السماء من الارض ،وقالابل يغلب على العقل فيهذى فى كلامه.ورجحواقولهما فى الطهارة والايمان والحدود..................ان تعريف السكربماامرعن الامام انماهوفى السكرالموجب للحد...........واماتعريفه عنده فى غيروجوب الحدمن الاحكام فالمعتبرفيه عنده اختلاط الكلام والهذيان كقولهما (ردالمحتارجلد٣صفحه٢٣٩)

(٩)...... ولم يوقع الشافعى طلاق السكران واختاره الطحاوى والكرخى (الدرالمختار)

(قوله واختاره الطحاوى والكرخى)وكذامحمد بن سلمة وهوقول زفر كما افاده فى الفتح(ردالمحتار ج٣ص ٢٤١،كتاب الطلاق)

(١٠)...... ولو كان المطلق سكران وعند الشافعى فى قول واحمد فى رواية لا يقع طلاقه وهو قول الكرخى والطحاوى ،لانه يعتمد على صحة العقل وهو زائل فصار كما لوزال بدواء او بنج ،واختيار ابى الفضل الكرمانى أن الفتوىٰ عليه (عينى شرح الكنز جلد ١ صفحه ٢٣٤)

(١١)...... نفذ الحكم بعدم وقوع طلاق السكران لاختلاف الصحابة فيه(جامع الفصولين ،الفصل الثانى فى القضاء فى المجتهد فيه)

بوقتِ ضرورت سکران کی طلاق کا عدمِ وقوع

گزشتہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے کہ ناجائز طریقے پر نشہ کرنے والا شخص اگر نشے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو طلاق ہوجاتی ہے، اور اسی پر احناف کا فتویٰ چلا آرہا ہے۔

اور اس فتوے میں شوہر کے لیے زجر و تنبیہ کا عنصر بھی شامل ہے، جو متعدد فتنوں سے حفاظت کا باعث ہے، اور عام حالات میں اسی پر فتویٰ دینا چاہئے، اور اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ نشے کی حالت میں طلاق دینے کی صورت میں آج کل کے حالات میں بعض اوقات صرف طلاق دینے والا ہی نہیں بلکہ بیوی اور پورے خاندان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے اور زوجین کی جدائیگی کے بعد بچوں پر بھی غیر معمولی بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بعض جگہوں پر مقدمہ بازی، لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت گری کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

اور ان حالات میں وقوعِ طلاق کا حکم لگانے میں مشکلات کا احساس کئی اہلِ علم حضرات کررہے ہیں؛ اور طلاقِ سکران کا مسئلہ کیونکہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے۔

اس لیے اس موقع پر بجائے اس کے کہ اس پر زور دیا جائے کہ جن فقہاء نے سکرانِ محظور کی طلاق کے نفاذ کا قول کیا ہے، ان کے دلائل کمزور ہیں؛ اور وہ مسئلہ ھٰذا کی حقیقت سے ناواقف رہے۔

(جیسا کہ بعض حضرات اس دور میں سکران کی طلاق کے عدمِ وقوع کے فتوے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس قسم کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں)

یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ علت جس کی بنیاد پر یہ قول اختیار کیا گیا تھا، موجودہ حالات میں اپنے تمام تر ثمرات کے ساتھ بعض حالات میں مفقود ہوسکتی ہے۔

اس لیے مذکورہ نوعیت کے مخصوص حالات میں اُن فقہائے احناف کے قول کو اختیار کرنے کی ضرورت

ہے جن کے نزدیک سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ۱

اب یہاں طلاقِ سکران کے مسئلہ کے دو رُخ ہو جاتے ہیں، اگر تو سکرانِ محظور کی طلاق کے نفاذ کے قول کو اختیار کرنے سے واقعتاً زوج کو تنبیہ اور زجر ہوتی ہو اور بیوی بھی اپنے اس نشہ کرنے والے شوہر سے نجات چاہتی ہو اور زوجین میں تفریق کرادینا حکمت اور مصلحت کے مطابق ہو؛ جس کا فیصلہ مفتی مسئلہ مذکورہ کے حالات کا جائزہ لے کر کر سکتا ہے تو بلاشک وشبہ زوجین میں احناف کے اصل حکم یعنی سکرانِ محظور کی طلاق کے نفاذ کا قول اختیار کیا جانا چاہیے۔

لیکن اگر واقعہ مذکورہ تفصیل کے برعکس ہو اور سکرانِ محظور کے نفاذ کا قول کرنے سے زوج سے زیادہ اس کے بیوی بچوں کو زجر ہوتی ہو، اور بیوی کا شرعاً کوئی قصور بھی نہ ہو، زوجین میں تفریق کرادینے سے دو خاندانوں میں کشیدگی اور فتنہ فساد کا خطرہ ہو یا زوجین کی اولاد کے بھٹک جانے اور صحیح تربیت نہ ہونے کا خطرہ ہو، زوجین دونوں اکھٹے رہنے کے خواہشمند ہوں اور ساتھ ہی زوج بھی اپنی غلطی یعنی

---

۱ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ صرف دلائل کے قوی اور کمزور ہونے کا نہیں، دلائل ہر دو گروہ کے پاس ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کو یکسر مسترد قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ مسئلہ حالات وزمانہ کے تغیر اور اخلاقی اور سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے تقاضوں کا ہے، جو ملک ''دارالاسلام'' میں داخل ہو، وہاں اسلامی قانون نافذ ہو، شراب اور نشہ آور اشیاء کی پیدائش اور خرید وفروخت پر پابندی ہو اور ایسے جرائم پر شرعی حدیں جاری ہوتی ہوں، ایک عام آدمی بھی ان کی شناخت سے ناواقف نہ ہو اور کسی آدمی کے لیے کھلے بندوں شراب پینا ممکن نہ ہو، پھر اسلامی تعلیمات کے اثر سے جہیز کی لعنت نہ ہو، تعدد ازدواج کا رواج ہو، مطلقہ اور بیوہ کا نکاح کوئی پیچیدہ مسئلہ نہ ہو اور طلاق مرد کے بجائے عورت کے لیے سزا (نہ) بن جاتی ہو؛ وہاں شراب کی حد جاری کرنا تو عین قرینِ قیاس ہے ہی از راہِ سرزنش طلاق واقع کر دینا بھی بے جا نہیں، بلکہ جرم کے سدِ باب کے لیے عین مناسب ہی ہے! لیکن ہندوستان اور اس جیسے ممالک میں جہاں نہ اسلامی قانون نافذ ہے، نہ شراب کوئی جرم ہے، نہ اس کی شناعت کماحقہ' لوگوں پر عیاں ہے، اس کے کاروبار کی کھلی اجازت ہے اور مطلقہ عورتوں کا نکاحِ ثانی ہندو رسم رواج کے اثر سے ایک گمبھیر مسئلہ ہے، مناسب ہوگا کہ حالتِ نشہ کی طلاق واقع نہ قرار دی جائے، جیسا کہ فقہاء کے یہاں ایسے بہت سے احکام ہیں، جن میں دارالاسلام اور دارالحرب کا فرق کیا گیا ہے (جدید فقہی مسائل جلد ۳ صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

ہر ملک میں ان تمام امور کا پایا جانا تو ضروری نہیں، بلکہ یہ کافی ہے کہ سکران کی طلاقِ ثلاث کا حکم لگانے کے بعد شوہر کے علاوہ بیوی وغیرہ کو سخت مشکلات کا سامنا ہو۔

نشہ کرنے پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے نشہ کرنے کی غلطی سے بچنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہو تو ان حالات میں سکرانِ محظور کی طلاق کے عدمِ نفاذ کے قول کو اختیار کر لینے کی گنجائش دینے کی ضرورت ہے۔ ؎1

اور جبکہ احناف میں امام طحاوی، امام کرخی، امام زفر اور محمد بن سلمۃ رحمہم اللہ کا قول بھی عدمِ وقوع کا ہے، اگر بوقتِ ضرورت اس قول کو اختیار کر لیا جائے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

اور ضرورت کے وقت اس قول کو لینا حنفی المسلک کے اہم ستونوں یعنی امام کرخی، امام طحاوی، امام زفر و محمد بن سلمۃ رحمہم اللہ کے قول کے ہوتے ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ خروج عن المذہب بھی نہیں کہلائے گا۔

تنبیہ: اگر سکران کی طلاق کے عدمِ وقوع کا کسی ضرورت کی وجہ سے فتویٰ دیا جائے تو چونکہ اس کی اصل وجہ مغلوب العقل ہونا ہوگا، لہٰذا شوہر کی طرف سے بوجہ سکر مغلوب العقل ہونے کا دعویٰ معتبر ہونے کے لئے جو تفصیل پیچھے ذکر کی گئی (مثلاً اس کے افعال میں اختلاط و ہذیانِ اقوال) وہ یہاں بھی ضروری ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان

مورخہ ۱۱/شوال/۱۴۳۰ھ 01/اکتوبر 2009ء بروز جمعرات

دار الافتاء والاصلاح ادارہ غفران، راولپنڈی

؎1 اگر یہ کہا جائے کہ یہ فیصلہ تو مفتی پر چھوڑ دینا تو مشکل کام ہے، کیونکہ مفتی کو ہر واقعہ کی تحقیق کرنا مشکل ہے، اس لیے یا تو عمومی فتویٰ وقوعِ طلاق کا ہونا چاہیے، یا عدمِ وقوعِ طلاق کا؟

تو اس بارے میں عرض ہے کہ جس طرح اور متعدد مسائل میں مفتی کو مخصوص حالات میں ہی بوقتِ ضرورت دوسرے قول پر فتوے کی اجازت ہوتی ہے، اسی طرح کی نوعیت یہاں بھی ہے۔

اس لیے ہمارے خیال میں طلاقِ سکران کے عدمِ وقوع کا حکم مخصوص حالات تک ہی محدود رکھنا مناسب ہے۔

اور بعض اہلِ علم حضرات کا اس موقعہ پر یہ فرمانا کہ فتویٰ تو طلاقِ سکران کے وقوع پر ہی ہونا چاہیے، اور جہاں ضرورت ہو، وہاں طلاقِ ثلاث کے مسئلے کی طرح حلالۂ شرعیہ کی تجویز دی جانی چاہیے۔

تو اس سے بھی ہمیں اتفاق نہیں ہو سکا۔ کیونکہ طلاقِ ثلاث کے وقوع کا مسئلہ فقہائے اربعہ اور جمہور کے درمیان متفق علیہ ہے، اور اس کو مجتہد فیہ سمجھنا درست نہیں۔ جبکہ طلاقِ سکران کا مسئلہ مجتہد فیہ ہونے کے ساتھ ساتھ خود حنفیہ کے درمیان بھی مختلف فیہ ہے۔ لہٰذا طلاقِ سکران کے مسئلہ کو طلاقِ ثلاث پر قیاس کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

پھر موجودہ دور میں حلالۂ شرعیہ کی تجویز پر عمل کرنا اور کرانا آسان کام بھی نہیں۔ عام طور پر معاشرے میں طلاقِ ثلاث کے باوجود حلالۂ شرعیہ کی تجویز کو بروئے کار نہیں لایا جاتا، اور بے شمار لوگ غیر مقلدین کے خارقِ اجماع فتوے کا سہارا لے کر زندگی بھر منہ کالا کرتے رہتے ہیں، بلکہ اس فتوے کی خاطر مسلک ہی تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور ہم نے بوقتِ ضرورت جو تجویز پیش کی ہے، وہ خارقِ اجماع تو کیا ہوتی؟ فقہ حنفی کے دائرہ سے بھی کلی طور پر خارج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان

اہلِ علم حضرات کی آراء

(۱)......مولانا مفتی شیر محمد علوی صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء: جمیلی مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن، لاہور، وسابق مفتی، جامعہ اشرفیہ، لاہور)

مبسملا و محمدلا و مصلیا و مسلما

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

طالبِ خیر بخیر ہے، عرض آنکہ جناب کا مرسلہ رسالہ ''مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق'' موصول ہوا، پڑھ کر مسرت ہوئی کہ اس مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت تھی، کیونکہ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ غصہ میں طلاق واقع نہیں ہوتی، اور غصہ حرام ہے، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ جناب کی خدمات کو قبول فرمادیں، اور اپنے اکابر کے مسلک ومشرب پر گامزن رہنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔

فقط والسلام مع الاکرام

شیر محمد علوی ۲۲/ ذیقعدہ/ ۱۴۳۱ھ سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

دارالافتاء: جمیلی مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور

(۲)......مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہٗ

(جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ سرحد)

محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ کرے مزاجِ گرامی بخیر وعافیت ہوں۔

گراں قدر علمی و تحقیقی کتابچہ باعثِ شرف صدور لایا، یادفرمائی پر بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ فقہ میں کافی دسترس عطا فرمایا ہے، وقتاً فو قتاً علمی، فقہی اور تحقیقی موضوعات پر آپ کی خدمات لائقِ صد تحسین اور قابلِ تبریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید توفیقِ رفیق فرماویں۔

''مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق'' جامعہ کے مفتیانِ کرام کے حوالہ کیا، وہ تنقیدی نظر سے مطالعہ فرمائیں گے، از خود ہجومِ کار اور اسفار کی وجہ سے مکمل مطالعہ تو نہ کرسکا، البتہ بعض مندرجات نظر سے گزریں، تو دل سے دعائیں نکلیں، اللہ کریم آپ کی جملہ دینی خدمات کو قبولیت و مقبولیت سے نوازے۔

والسلام

عبدالقیوم حقانی

08/ اکتوبر/ 2010ء

---

(۳)......مولانا مفتی زین العابدین صاحب زید مجدہٗ

(جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ سرحد)

محترمی و مکرمی حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ماہنامہ ''التبلیغ'' کا علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۱۹ مخدوم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بغرضِ استفادہ و مطالعہ کے لئے مرحمت فرمایا۔

بندہ اس کے تمام مندرجات سے متفق ہے، مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق کے بارے میں آپ نے جو تحقیقات کر کے مسئلہ کو عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر کے مثالوں کے ساتھ وضاحت کر کے سیرِ حاصل بحث کی ہے، قابلِ صد ستائش ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں بعض پہلو ایسے تھے، جو منتشر اور غیر منقح ہونے کی وجہ سے باعثِ تشویش تھے، غصے کی تیسری حالت جو حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے کہ اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، علامہ شامی نے اس پر بحث کی ہے،

فرماتے ہیں:

لكن أشار في الغاية إلى مخالفته في الثالث حيث قال :ويقع الطلاق من غضب خلافا لابن القيم

مجنون کی طرح سکران بھی فاتر العقل ہے،لیکن مقدمہ طلاق میں اس کا یہ سکر،زجراور توبیخ کی غرض سے غیر معتبر ہے،اور بجائے فاتر العقل کے قائم العقل قرار دیا گیا ہے۔

وفي التتارخانية :طلاق السكران إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا(ردالمحتار،ج۲ص۴۵۴)

والسلام

زین العابدین

جامعہ ابو ہریرہ،خالق آباد،نوشہرہ

---

(۴)......مولانا مفتی محمد معاذ صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء دارالعلوم حنفیہ جامعۃ الحبیب۔چکوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی ومکرمی حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہ العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعداز سلام عرض ہے کہ حضوروالا کی نئی کاوش وتحقیق کا مظہر رسالہ’’مجنون،غضبان،سکران کی طلاق موصول ہوا،یادآوری کا شکریہ،جزاکم اللہ خیرا،ایدکم اللہ تعالیٰ بتائیدہٖ۔

بندہ اس مقالہ پر تبصرہ کا اہل نہیں ہے،تاہم’’الامرفوق الادب‘‘کے تحت اپنی اصلاح کے لئے چندگزارشات پیش خدمت ہیں’’ان کان صوابا فمن اللہ تعالیٰ وان کا ن خطاء فمنی ومن الشیطان الرجیم‘‘

(۱)......مجنون،معتوہ،مبرسم،مدہوش وغیرہ کی تعریفات ص۱۰ پر ضمناً ومختلط انداز میں کی گئی ہیں،اگر بحث شروع کرنے سے پہلے ان کی تعریفات واضح کردی جاتیں،توزیادہ مناسب ہوتا،استفادہ

میں سہولت ہوتی۔ [1]

(۲)......اس مرتبہ کمپوزنگ کی کچھ غلطیاں بھی رہ گئی ہیں، ان کی درستگی ہو جائے، تو اچھا ہے، جن میں سے چند ایک درجِ ذیل ہیں۔

۱......ص ۹ پر شامی کی عبارت ''والا رداۃ'' کی جگہ ''والا رداہ'' ہے۔

۲......ص ۱۱ پر اسی عبارت میں لفظ غیر معتوبۃ قابلِ اصلاح ہے۔

۳......ص ۱۹ پر آخری سطر میں ''وذ خذ مال بغیر حق۔

۴......ص ۲۰ پر بادلہ صحیحۃ اور حدیث خویلہ بنت ثعلبہ پر ۃ کے نقطے چھوٹ گئے۔

۵......ص ۴۶ پر حامدیہ کی عبارت من ذھل اوولہ ہے، جو قابلِ غور ہے۔

۶......ص ۵۵ پر فان قلتُ ہے، اس صفحے میں مزید بھی کئی جگہوں پر اعرابی اصلاح کی ضرورت ہے۔ [2]

(۳)......ص ۱۵، ۱۶ طلاق مخطی واقع قضاءً وغیر واقع فیما بینہ وبین اللہ لکھا ہے، لیکن دونوں صورتوں میں آئندہ کا لائحہ عمل ونفع ونقصان کی مزید وضاحت ہونی چاہئے تھی، البتہ صفحہ ۳۴ پر ضمناً لکھا ہے کہ ''مفتی کے لئے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اگر اس سے کوئی مستفتی اپنی ذات کی حد تک اس مخصوص صورت کا حکم دریافت کرے، تو دیانت کے مطابق یہی اسے حکم بتلایا جائے گا'' انتہیٰ، بہر حال اس میں مزید تفصیل ہو جائے، تو اچھا ہے۔ [3]

---

[1] یہ سب کیونکہ مختلف بیماریاں ہیں، جن کی تعریف میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، اور آئے دن مختلف انواع تھوڑے بہت فرق کے ساتھ سامنے آتی رہتی ہیں، طب کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔

نیز ان کی تعریفات کو محقق کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ جنون کی وہ کیفیت معلوم کی جائے کہ جو مبحوث فیہ مسئلہ (وقوعِ طلاق وعدمِ وقوع) کے مابین حدِ فاصل ہے، اور اسی کے لیے یہ سب جدوجہد کی گئی ہے، پھر ان کی تعریفات کی کیا ضرورت؟

[2] جناب کی توجہ دلانے سے ان اغلاط کی اصلاح کر لی گئی ہے، اور تنقیح فتاویٰ حامدیہ کی عبارت درست ہے۔ اس جملہ پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ محمد رضوان

[3] طلاقِ مخطی کا مسئلہ چونکہ یہاں ضمناً ایک شبہ کے ازالہ کے لیے آیا ہے، اس حیثیت سے ہی ضمناً اس کو شامل کیا گیا ہے، اس کے تمام مالہٗ وما علیہا زیرِ بحث نہیں ہیں؛ اس لیے تفصیل سے گریز کیا گیا۔ محمد رضوان

(۴)......ص ۴۸ علامہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تبصرے سے اتفاق ہے، جیسا کہ آپ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے، اور ص ۲۴ پر حاشیہ میں فتاویٰ محمودیہ سے جو نقل فرمایا ہے، اگر اس کے افعال مجنونانہ ہیں، تو اس میں بھی اس کو مجنون تصور کیا جاسکتا ہے، یہ بھی علامہ کیرانوی کے قول کے مطابق یا قریب قریب ہے، لیکن ص ۲۳ پر امداد المفتین ، امداد الاحکام اور فتاویٰ دار العلوم کے جو حوالے نقل کئے ہیں، ان سے اس نظریئے کی تائید معلوم نہیں ہوتی، کیا یہ تعارض ہے یا سمجھ کا فرق؟ [۱]

(۵)......ص ۴۹، ۵۰ پر ''مغلوب العقل ہونے کی کیفیت لوگوں میں مشہور ومعروف ہو، تو پھر یہ دعویٰ معتبر ہے'' اور حاشیہ میں بحوالہ امداد الفتاویٰ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے، مگر پہلے سے طاری ہونا معروف ، معلوم عند عامۃ الناس ہو، اور زوال اس کا متیقن نہ ہو لیکن فتاویٰ کاملیہ ورد المحتار کی عبارت جو نقل کی گئی ہے، اس میں ہے ''اذا عرف انہ جن مرۃ الخ'' ''وان لم یعرف بالجنون مرۃ لم یقبل الخ'' ''فان شھد الشھود انھم رأوہ مجنونا مرۃ الخ'' ان عبارات سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے، کہ یہاں اردو کا مشہور ومعروف مراد نہیں، بلکہ عُرِف بمعنیٰ عُلم ہے، اور واقعۂ مرۃ واحدۃ میں شہرت عند عامۃ الناس کچھ ضروری نہیں ہوتی، جبکہ حاشیہ میں شہرت عند عامۃ الناس کی قید صراحتاً ہے، تو دونوں حوالوں میں تطبیق کیا ہوگی؟ [۲]

(۶)......آخری گزارش انتہائی معذرت کے ساتھ، اس بات کو جانتے ہوئے کہ کھانے والا تو صرف اعتراض ہی کرسکتا ہے کہ مرچیں زیادہ ہیں یا نمک، یا سالن کچا ہے، لیکن اس کو نہیں معلوم کہ ہانڈی پکانے والے کو کن مشکلات ومحنتوں سے گزرنا پڑا ہے۔

بہرحال طالبِ علمانہ گزارش بلکہ جسارت ہے کہ جناب والا کا اندازِ تحریر وتحقیق اتنا بلند ودقیق ہوتا ہے کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ یاد آجاتے ہیں، عمومی انداز دفع دخلِ مقدر کا ہوتا ہے، بسا اوقات

---

[۱] اس سلسلہ میں بندہ اپنا اشکال آگے حاشیہ میں مع جواب نقل کرچکا ہے۔ محمد رضوان

[۲] فقہائے کرام کی عبارات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے تلفظ سے قبل ایک مرتبہ جنون طاری ہونے کے واقعہ کا معروف ہونا کافی ہے، خواہ اس کو مشہور ومعروف ہونے کا نام دیا جائے، یا معلوم ہونے کا، البتہ وہ بات الگ ہے کہ اُس جنون کے طاری ہونے کے واقعہ کا ثبوت قضاءً شہادتِ شرعیہ سے ہوتا ہے، یا زوجہ کے خود مشاہدہ کرنے سے، جس پر رسالے کے صفحہ ۵۴ تا ۵۶ پر بحث کی گئی ہے۔

پوری بحث ختم ہونے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ بحث کیونکر چھیڑی گئی ہے، اور کبھی یقینی واضح خلاصہ بھی مشتبہ ہوجاتا ہے۔

جناب والا کے تحقیقی رسائل کو کما حقہ وہی سمجھ سکتا ہے یا تبصرہ کرسکتا ہے، جس کو اس مضمون پر مکمل دسترس اور ان کتب کی عبارات کا احاطہ واستحضار ہو، جن کے حوالے دیئے گئے ہیں، مبتدی یا متوسط درجہ کے مفتیانِ کرام کی ان کنوزِ دقیقہ تک رسائی مشکل ہوجاتی ہے۔ [۱]

فقط والسلام مع الاحترام

دعا گو ودعا جو

محمد معاذ ۲۳/ ذوالحجہ/ ۱۴۳۱ھ

دارالافتاء جامعۃ الحبیب، چکوال

---

(۵)......مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب زید مجدہٗ

(دارالافتاء: جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ماہنامہ ''التبلیغ'' (کا علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر۱۹) موصول ہوا، کام شروع کردیا ہے، مکمل ہونے پر مطلع کردیا جائے گا۔

والسلام

ابولبابہ شاہ منصور

بقلم محمد طاہر اٹکی

---

[۱] بندہ ان شاء اللہ کوشش کرے گا کہ اندازِ تحریر کو افہام وتفہیم کے زیادہ قریب کیا جائے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ محمد رضوان

(۶)......حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھری صاحب زید مجدہم

(نائب مفتی، دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی ومکرمی جناب مفتی رضوان صاحب زید مجدہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔

طلاقِ غضبان سے متعلق آپ کے رسالہ کا مطالعہ کیا، اس کا حاصل یہ سامنے آیا کہ:

۱......ص ۵، ۶ میں مغلوبُ العقل کی طلاق سے متعلق روایت کو ذکر کیا گیا ہے، اس کے بعد ص ۷، ۸ میں ان روایت کی روشنی میں فقہاء اصولیین کے بیان کردہ اصول کی وضاحت کی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ عقل ایک امرِ باطن ہے، جس کے حقیقی وجود سے ہر شخص کا آگاہ ہونا متعذر ہے، لہٰذا اس کی پہچان کا مدار انسان سے صادر ہونے والے افعال پر رکھا گیا ہے۔

۲......ص ۹ تا ۱۴ (متن بمع حاشیہ) میں غیر عاقل افراد کی اقسام کی وضاحت کی گئی ہے، اس میں مقصود یہ ہے کہ کسی شخص کو مغلوبُ العقل قرار دینے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اس حد تک مغلوبُ العقل ہو کہ اس میں علم وقصد دونوں کا فقدان ہو یا کسی ایک کا فقدان ہو، بلکہ اس کا مدار اس شخص کے ظاہری افعال پر ہے، اگر اس میں اختلالِ اقوال یا اختلالِ افعال غالب نہیں ہے، تو اس کو عاقل قرار دیا جائے گا، اگر اس میں اختلالِ اقوال یا افعال کا غلبہ ہے تو اس کو مغلوبُ العقل قرار دیا گائے گا۔

۳......ص ۱۴ پر غیر عاقل کی طلاق کے عدمِ وقوع اور مخطی کی طلاق کے واقع ہونے پر ایک اشکال اور پھر ص ۱۵، ۱۶ پر اس کا جواب دیا گیا ہے۔

۴......ص ۱۷ سے طلاقِ غضبان کا مفصل ذکر کیا گیا ہے، جو اس رسالہ کی ایک اہم بحث ہے۔

ص ۱۷ تا ۲۱ میں ۵ جو بات تحریر کی گئی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ غصہ ایسی چیز نہیں جس کو عادۃً

اختلالِ عقل کا سبب قرار دیا جائے، لہٰذا حالتِ غضب میں عام حالات میں انسان کے اقوال و افعال کو معتبر قرار دیا جائے گا، اور اس کی طلاق واقع ہوجائے گی، البتہ اگر غضب کی حالت میں کوئی مختلُ العقل ہوجائے (جبکہ اس صورت کا عموماً وقوع نہیں ہوتا) تو اس کے اقوال و افعال میں اختلال سے اس کا پتہ چلے گا، اگر واقعتاً کوئی شخص مختلُ العقل ہوجائے تو ایسی صورت میں اس کو مغلوبُ العقل قرار دیا جائے گا۔

۵......(الف) ص۲۲ کے آخر سے لے کر ص۴۸ تک غضب کے درجاتِ ثلاثہ کو مفصلاً ذکر کیا گیا ہے، اس کے بحث کے دوران ص۳۱ پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کر کے ان کا موقف ذکر کیا ہے اور ص۳۲ کے حاشیہ نمبر۲ میں اس کی وضاحت بھی کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی اس کے خلاف نہیں۔

(ب)......اس بحث کے دوران ۳۷ تا ص۴۴ میں علامہ شامی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ اور اس کے ساتھ ساتھ قوسین اور حاشیہ میں اس کی تشریح کی گئی ہے، جس سے کافی حد تک یہ مسئلہ منقح اور واضح ہوجاتا ہے، اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جس کی عقل بالکلیہ زائل ہو، اس کی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ وہ حقیقی مجنون اور جنون کے اعلیٰ درجہ پر ہے اور جس کی عقل بالکلیہ زائل نہ ہو، لیکن اقوال و افعال میں اختلاط و بے عقلی غالب ہو، اس کی بھی طلاق واقع نہ ہوگی (لیکن مغلوبیتِ عقل کے دعویٰ کے قبول ہونے کی کچھ شرائط ہیں جن کو ص۴۹ پر ذکر کیا گیا ہے) لیکن اگر کسی کے اقوال وافعال میں مذکورہ خلل وفساد نہ ہو تو اس صورت میں قضاءً طلاق واقع ہوجائے گی۔

(مؤلف زید مجدہم نے غضب کے درجات اور پھر طلاقِ غضبان سے متعلق جو تفصیل ذکر فرمائی ہے اس میں کوئی قابلِ ذکر بات سامنے نہیں آئی)

۶......(الف) ص۵۷ تا ص۷۷ یعنی آخر رسالہ تک طلاقِ سکران کو بیان کیا گیا ہے، اس میں اولاً طلاقِ سکران سے متعلق ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک واضح کیا گیا ہے۔

(ب)......ص۶۸ پر مؤلف نے ایک اہم مسئلہ پیش کر کے اپنے رائے ذکر کی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرات احناف کا فتویٰ سکران کے معاملے میں زجر و توبیخ پر مبنی ہے اور عام حالات میں اسی پر

فتویٰ دینا چاہیے، اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض اوقات اس طلاق کے وقوع سے بیوی اور پورے خاندان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بعض جگہوں پر لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت تک نوبت آتی ہے، تو ایسی صورتِ حال میں غور کرنا چاہیے کہ اگر زوج سے زیادہ بیوی اور بچوں کو زجر ہوتا ہو اور بیوی کا شرعاً کوئی قصور بھی نہ ہو اور تفریق کی صورت میں فتنہ وفساد کا خطرہ ہو وغیرہ اور شوہر بھی اپنی غلطی پر نادم ہو، تو ان حالات میں سکرانِ محظور کی طلاق عدمِ نفاذ والے قول کے اختیار کر لینے کی گنجائش دینے کی ضرورت ہے، جبکہ احناف میں سے بعض حضرات کا قول بھی عدمِ وقوع کا ہے، اور ضرورت کے وقت اس قول کو لینا انشاء اللہ تعالیٰ خروج عن المذہب بھی نہ ہوگا۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ آپ نے جو رائے ذکر فرمائی ہے اس کو تحریری طور پر فتویٰ یا رسالہ میں شائع کرنا مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اول تو ایسے واقعات شاذ و نادر ہوتے ہیں، والنادر کالمعدوم۔ [1]

پھر اس میں مفتی کا اطمینان ضروری ہے، اس لیے اگر کبھی ایسی صورت پیش آئے تو مفتی اس خاص جزئی میں زبانی گنجائش دے سکتا ہے، اسی میں احتیاط ہے۔ والسلام

بندہ عبدالرؤف سکھروی ۶/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

---

[1] اس بارے میں عرض ہے کہ علمی و تحقیقی سلسلہ اہلِ علم حضرات کے لئے شائع ہوتا ہے، اور جب تک تحقیق کر کے تحریری انداز میں اس کی گنجائش کا اظہار نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک اہلِ علم حضرات کو گنجائش کا علم مشکل ہوگا، اس کے علاوہ ہندوستان کی فقہ اکیڈمی کے بھی بہت سے ارکان نے اپنے فیصلے میں عدمِ وقوعِ طلاق کا حکم لگایا ہے، اور ان کا یہ فیصلہ تحریری انداز میں شائع ہوا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔
اس لئے اس قسم کے مسائل میں ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ تحریری طور پر اس طرح کا اظہار کئے بغیر مقصود حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی مفتی کے لئے فتویٰ دینے میں کوئی سند ہوتی ہے۔ محمد رضوان۔

(ضمیمہ)

حالتِ نشہ کی طلاق سے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی، ہند کی رائے

اسلامک فقہ اکیڈمی، ہند نے حالتِ نشہ کی طلاق سے متعلق ایک قرارداد منظور کی، اور اس میں بھی اکثر شرکائے سیمینار کی رائے ہمارے موقف کے مطابق ہے، اس قرارداد کا متن ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

(۱)......ایک کسی شخص نے لاعلمی میں نشہ آور حرام چیز کا استعمال کیا، اور اسے نشہ طاری ہوگیا، اسی حالتِ نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے ڈالی، تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۲)......کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بطور دوا کے کیا، جب ماہر مسلم اطباء کی رائے میں اس کے مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز سے ہی ہوسکتا ہے، یا بھوک اور پیاس کی غیر معمولی شدت میں (کوئی حلال چیز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے) جان بچانے کے لئے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ طاری ہوگیا، حالتِ نشہ میں اس شخص نے بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۳)......کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا، جبر واکراہ کی وہ صورت اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہوگیا، اس لئے اس نے نشہ آور چیز کا استعمال کیا، اور نشہ طاری ہونے پر بیوی کو طلاق دے ڈالی، تو یہ طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

(۴)......جائز وحلال چیز کے استعمال سے اگر کسی شخص کو نشہ طاری ہوگیا، اور حالتِ نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

(۵)......کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور چیز کا استعمال اپنی رضامندی سے جان بوجھ کر کیا اور اسے نشہ طاری ہوگیا، لیکن وہ نشہ کی ابتدائی حالت میں ہے، جس میں ایک

قسم کا سرور طاری ہوتا ہے، البتہ ہوش وحواس برقرار رہتے ہیں، اور انسان بات سمجھتا ہے، اسی حالت میں وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، تو اس کی طلاق واقع ہوگی۔

(۲)......اور اگر اس حالت میں اس کو شدید نشہ طاری ہوگیا، جس کی وجہ سے ہوش وحواس برقرار نہ رہا، بالکلیہ ہوش وحواس کھو بیٹھا، اور اس حالت میں اس نے الفاظِ طلاق استعمال کئے، تو اس کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں شرکائے سیمنار دو رائے رکھتے ہیں:

(الف) اکثر شرکائے سیمینار اس طلاق کو واقع نہیں مانتے، ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

۱۔: مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب ۲۔: مولانا سید نظام الدین صاحب (امیر شریعت بہار واڑیسہ)

۳۔: مولانا یعقوب اسماعیل منشی صاحب ۴۔: قاضی عبد الجلیل صاحب (قاضی امارتِ شرعیہ)

۵۔: مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب ۶۔: مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب (قاضی لکھنؤ)

۷۔: مولانا ابو العاص وحیدی صاحب ۸۔: مفتی جنید عالم ندوی صاحب (مفتی امارت شرعیہ، بہار واڑیسہ)

۹۔: مولانا محمد سلمان حسینی ندوی صاحب ۱۰۔: مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب

۱۱۔: مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب ۱۲۔: مفتی جمیل احمد نذیری صاحب

۱۳۔: مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب ۱۴۔: مولانا صباح الدین ملک قاسمی صاحب

۱۵۔: مفتی نسیم احمد قاسمی صاحب ۱۶۔: مولانا خورشید احمد قاسمی صاحب

۱۷۔: مولانا شفیق احمد مظاہری صاحب (بردوان) ۱۸۔: مولانا مبارک حسین ندوی صاحب (نیپال)

۱۹۔: مولانا خورشید انور اعظمی صاحب ۲۰۔: مولانا اعجاز احمد قاسمی صاحب

۲۱۔: مولانا قاری ظفر الاسلام صاحب ۲۲۔: مولانا راشد حسین ندوی صاحب

۲۳۔: مولانا ریاض احمد سلفی صاحب ۲۴۔: مولانا اسرار الحق سبیلی صاحب

(ب) درجِ ذیل حضرات طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں:

۱۔: مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب ۲۔: مفتی عبد الرحمٰن صاحب (دہلی)

۳۔:مفتی محبوب علی وجیہی صاحب ۴۔:مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب

۵۔:مولانا ابوسفیان مفتاحی صاحب ۶۔:مولانا محفوظ الرحمٰن شاہین جمالی صاحب

۷۔:مولانا ابوبکر قاسمی صاحب ۸۔:مولانا ابوجندل صاحب

۹۔:مولانا اختر امام عادل صاحب ۱۰۔:مولانا تنویر عالم قاسمی صاحب

۱۱۔:مولانا عبداللطیف پالنپوری صاحب ۱۲۔:مفتی سعید الرحمٰن صاحب،ممبئ

۱۳۔:مولانا عبدالقیوم صاحب ۱۴۔:مولانا عبداللہ مظاہری صاحب،بستی

۱۵۔:قاضی کامل صاحب ۱۶۔:مولانا نذیر احمد کشمیری صاحب

۱۷۔:مولانا احمد دیولوی صاحب ۱۸۔:مولانا جمال الدین صاحب

۱۹۔:مولانا محمد حمزہ گورکھپوری صاحب ۲۰۔:مولانا ابرار خاں ندوی صاحب

(بارہواں فقہی سیمینار''بستی''بتاریخ ۵تا۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ،مطابق 11 تا 14 اکتوبر 2000ء)

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

ختم شد

ادارہ غفران کے ماہنامہ ''التبلیغ'' کے علمی و تحقیقی سلسلے

(سلسلہ نمبر 1)..........تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ (یعنی تحریری اور زبردستی طلاق کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 2)..........صلاةُ المریض علی الکرسی (یعنی کُرسی پر اور مریض کی نماز کے اَحکام)

(سلسلہ نمبر 3,4)..........رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ (یعنی حیلہ تملیک سے متعلق تحقیق)

(سلسلہ نمبر 5)..........النظر والفکر فی مبدءِ السفر والقصر (یعنی سفر اور قصر کی ابتداء وانتہاء کیا ہوگی؟)

(سلسلہ نمبر 6)..........بِدَایَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ (شہر کی حدود اور مقیم ہونے کی حالت میں سفر اور قصر شروع ہوجانے کا حکم)

(ضمیمہ: سلسلہ نمبر 5، 6)..........منع مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(سلسلہ نمبر 7)..........اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم

(سلسلہ نمبر 8)..........تحقیق کیفیت مسحِ رقبة (گردن کے مسح کی کیفیت اور طریقے کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 9)..........مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

(سلسلہ نمبر 10)..........پاکستان کی موجودہ رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(سلسلہ نمبر 11)..........المشاکلُ الحاضرة فی حُرمة المصاهرة

(سلسلہ نمبر 12)..........غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(سلسلہ نمبر 13)..........ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق

(سلسلہ نمبر 14)..........مالِ تجارت اور کرنسی کی زکوٰۃ کا معیار

(سلسلہ نمبر 15)..........حج میں قصر واتمام کی تحقیق

(سلسلہ نمبر 16)..........صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

(ضمیمہ: سلسلہ نمبر 16)..........کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء

(سلسلہ نمبر 17)..........حصولُ الخیر بالتضحیةِ عن الغیر (یعنی غیر کی طرف سے قربانی کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 18)..........وَصْلُ الشُّعُوْرِ بِصُوْرَةِ الزُّوْرِ (یعنی بالوں میں وصل کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 19)..........مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

(سلسلہ نمبر 20)..........بحالتِ احرام جوتے وموزے پہننے کا حکم

(سلسلہ نمبر 21)..........شرائطُ التضحیة فی اوقاتِ الاضحیة (قربانی کے سببِ وجوب، شرطِ وجوب اور شرطِ اداء کی تحقیق)

(سلسلہ نمبر 22)..........لے پالک اور منہ بولی اولاد کی شرعی حیثیت

(سلسلہ نمبر 23)..........معینُ المفتی

(سلسلہ نمبر 24)..........اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة

(سلسلہ نمبر 25)..........مجالسِ ذکر اور احادیثِ ذکر

(سلسلہ نمبر 26)..........غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم

(سلسلہ نمبر 27)..........قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم